یٰایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون
مسلک بریلویت
علمائے بریلی کی نظر میں
ایک تحقیقاتی انسائیکلوپیڈیا
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے
از
مولانا خالد غازی پوری ندوی مدظلہ
جمع و ترتیب
مولانا عبد اللہ ابن القمر الحسینی
(مقیم حال دیوبند)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (قرآن)

مسلکِ بریلویت

علمائے بریلی کی نظر میں

ایک تحقیقاتی انسائیکلوپیڈیا

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

از

مولانا خالد غازی پوری ندوی مدظلہٗ

جمع وترتیب

عبداللہ ابن القمر الحسینی

مقیم حال دیوبند

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اولیاء دیوبند

سہارنپور، انڈیا

نام کتاب

مسلکِ بریلویت — علمائے بریلی کی نظر میں

از: مولانا خالد غازی پوری ندوی مدظلہ

جمع وترتیب: عبداللہ ابن القمر الحسینی، مقیم حال دیوبند

سائز: 23x36/16 قیمت: -/۳۰

ادارہ تالیفاتِ اولیاء، دیوبند

کی دیگر مطبوعات

① حج بیت اللہ قدم بقدم مع رنگین فوٹو ابن القمر

② معاشرہ میں بگاڑ اور ان کا علاج ابن القمر

③ حکیم الاسلام کی حکیمانہ باتیں جلد (۱) ابن القمر

حکیم الاسلام کی حکیمانہ باتیں جلد (۲) ابن القمر

④ احکام المعذورین (مفتی عبدالحمید کوٹھیاویؒ) جدِ محترم ابن القمر

⑤ جوئبار مولانا قاضی شکیل عباسیؒ

ملنے کے پتے

① ادارہ تالیفاتِ اولیاء، گورکھپور، جامع مسجد، پورب، اردو بازار، گورکھپور۔

② فرید بکڈپو، ۲۱۵۸، ایم. پی. اسٹریٹ، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی۔۲۔

③ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر۔

④ ادارہ تالیفاتِ اولیاء، دیوبند، سہارنپور۔

نمبر شمار	عناوین	صفحہ

عرض ناشر

مسلمانانِ ہند کے تعلق سے فسطائی تنظیموں کے عزائم واضح ہیں، ان کی سرگرمیاں منصوبہ بند طریقے سے جاری ہیں، اقلیتی طبقے کو ہراساں کرنا، ان کی شہرت کو داغدار بنانا، اور ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا، اور اختلافات کی نئی راہیں تلاش کرنا، (تاکہ وحدت باقی نہ رہے، اور قوت ٹوٹ جائے) یہ ان کا طرۂ امتیاز ہے، اسی نہج پر انگریزوں نے بھی کام کیا، اور آج بھی کرر ہے ہیں، ایسے وقت میں بہت سمجھ بوجھ سے کام لینے کی ضرورت ہے، برصغیر ہندوپاک میں بریلوی، دیوبندی، اختلافات کی وجہ سے بڑا نقصان پہونچا ہے، اس کتاب میں بریلوی مکتب فکر خصوصاً مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تحریروں سے ان عقائد اور مسائل کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں شدید قسم کے اختلافات بیان کئے جاتے ہیں، حالانکہ ان تحریروں کے آئینہ میں دیکھا جائے، تو کوئی اختلاف ہی باقی نہیں رہ جاتا، تقریباً جو باتیں ان حضرات کی تحریروں سے واضح ہوتی ہیں، وہی باتیں عقائد و مسائل کے ذیل میں علمائے دیوبند بھی کہتے ہیں۔

اس کتاب کی ترتیب میں تبرکات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا محمد حنیف یزدانی کی کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے، اور اختلافی مسائل کو سلجھے ہوئے، دل پذیر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے،

خدا کا شکر ہے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوکر قارئین کے ہاتھوں میں پہونچ رہی ہے، اللہ تعالیٰ اسے مقبولیت سے نوازے، اور باہمی اختلافات کو دور کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار

عبداللہ ابن القمر الحسینی (مقیم حال دیوبند)

ناظم عمومی: ادارہ تالیفاتِ اولیاء، گورکھپور

توحید باری تعالیٰ

بہار شریعت میں ہے :-

اللہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے، یعنی اس کا وجود ضروری ہے، عدم محال قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے، ازلی کے بھی یہی معنی ہیں، یعنی ہمیشہ رہے گا، اور اس کو ابدی بھی کہتے ہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے، وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

(بہار شریعت از مولانا امجد علی مصدقہ مولانا احمد رضا بریلوی)

اللہ ایک ہے، کوئی اس کا ثانی نہیں، بیٹے اور بی بی سے پاک ہے، وہ سب کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہ ہے، اس کا کوئی وزیر نہیں، کارگیر ہے اس کا کوئی صلاح کار نہیں، آپ ہی موجود ہے، کسی پیدا کرنے والے کا محتاج نہیں، کل عالم اسی نے پیدا کیا ہے، اس کے وجود کی ابتدا نہیں، اس کا بقا ہے، انتہا نہیں، قدیم ہے، ایک چلا آتا ہے، زندہ ہے، نگہبانی مخلوق سے تھکتا نہیں، اس میں کوئی صفت مخلوقات کی نہیں، سب سے پہلے تھا، کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی، قیوم ہے، سوتا نہیں، آپ قائم ہے اور سب کو قائم کرنے والا ہے، قہار ہے، کوئی اس پر چڑھائی نہیں کرتا، کوئی شئی اس کی مثال نہیں، اس کا علم سب پر محیط ہے، ذرہ ذرہ کا شمار اس کو معلوم ہے، ہر عیب سے پاک ہے۔

(اسلام کی پہلی کتاب از مولوی غلام قادر بھیروی مدفون مسجد بیگم شاہی لاہور، استاذ پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری)

ضروریات اسلام میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ کسی کا محتاج نہیں، تمام جہاں اس کا محتاج ہے، وہ تمام جہاں کا پیدا کرنے والا ہے، وہ سب خوبیاں اور کمال رکھتا ہے، اور ہر عیب و نقصان سے پاک ہے، وہی سب کو رزق دیتا ہے، وہ نہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اس کے لئے ملی ملی، وہ ان سب سے پاک ہے، وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہی مارتا اور جلاتا ہے، وہی دعا قبول کرتا ہے، اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے، وہ ہر چیز کا مالک و مختار ہے، وہ اچھے کاموں سے خوش اور برے کاموں سے ناراض ہوتا ہے۔

(ضروریات اسلام کا پہلا حصہ، دربیان عقاید ،

(از مولانا عبدالکریم چتوڑی مصدقہ مولانا امجد علی اعظمی، مؤلف بہار شریعت، ۵ جمادی الاخری ۱۳۴۰ھ خاص مطبع اعلیٰ حضرت بریلوی میں طبع ہوا)

عبادت کی تعریف

مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا :۔

"عبادت وہ غایت تعظیم ہے، جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجالائے"

(حاشیہ ترجمہ قرآن مجید مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص از مولانا نعیم الدین مرادآبادی)

یعنی بندہ اپنے آپ کو انتہا درجہ کا عاجز کمزور جانتے سمجھتے ہوئے اللہ پاک کی بارگاہ میں انتہا درجہ کی تعظیم بجالائے۔

سجدہ عبادت ہے

مولانا احمد رضا بریلوی نے فرمایا :۔

"بے شک سجدہ افعال عبادت سے ہے، سجدہ عبادت اور سجدہ تحیۃ میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ زمیں بوسی کی نسبت در مختار میں ہے کہ یشبہ عبادۃ الوثن، بت پرستی کے مشابہ ہے۔

(الذبدۃ الزکیہ فی سجدۃ التحیہ ص۵۸ از مولانا احمد رضا)

"سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک اور کفر مبین ہے اور سجدہ تحیۃ (تعظیمی) حرام گناہ کبیرہ بالیقین اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین کی

ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول (الذبدة الزکیہ ص ۸)

پیر کو سجدہ کرنے والا اور کرانے والا، اگر دونوں جائز سمجھیں تو کافر ہیں :۔

"یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہاں اپنے سرکش پیروں کو کرتے ہیں اور اسے پائیگاہ کہتے ہیں، بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے، اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے، پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز سمجھے تو کافر ہے، اور اگر اس کے پیر نے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہے، اگر کبھی وہ مسلمان بھی تھا"

(الذبدة الزکیہ ص ۵۶) نوٹ :۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ شیخ نجدی کس کو کہتے ہیں۔

پیر کو یا کسی کو قریب رکوع کے جھک کر سلام کرنا منع ہے۔

"اسی حرام سے فروتنی ہے، بزرگوں کو ملتے وقت اور انہیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انہیں سجدہ یا انکے لئے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا" (الذ بدة الزکیہ)

سجدہ تعظیمی منع ہے

مولانا نعیم الدین نے فرمایا :۔

"آدم علیہ السلام کو فرشتوں کو سجدہ تعظیمی تھا جو خداوند تعالیٰ کے حکم سے

ملائکہ نے کیا تھا، اور سجدہ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں جائز نہیں اور سجدہ عبادت پہلی شریعتوں میں کبھی خدا کے سوا اور کے لئے جائز نہیں"

(کتاب العقائد ص۱۰ از مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

مسلمان بھائیو اور بہنوں! آپ نے عبادت کی تعریف، سجدہ رکوع یا رکوع کے قریب تک جھکنا اور زمین بوسی کے بارےمیں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے ارشادات، فرمودات مفصل طور پر پڑھ لیئے ہیں، انھوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ سجدہ عبادت، سجدہ تعظیمی بالکل منع ہے اور اپنے پیر و مرشد یا استاذ و شیخ کے لیئے رکوع کے قریب تک جھک کر سلام کرنا جیسا کہ آج کل عموماً لوگ گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے اور زمین بوسی کرتے ہیں یہ سب منع ہے اور ایسا پیر مرشد اگر ان حرکات پر خوش ہے تو وہ شیخ نجدی ہے، یعنی شیطان ہے اور وہ شخص جو ان حرکات کا مرتکب ہوا شیطان کا مرید اور اس کا چیلا ہے، در مختار کے حوالہ سے زمین بوسی کو بت پرستی کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری جو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اس وقت کے چالیس جید حنفی علماء نے فقہ حنفیہ کی چھوٹی بڑی تمام کتابوں کو پیش نظر رکھ کر ایک بالاتفاق کتاب مرتب کی، جس کا نام فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری ہے اس کی جلد ۲ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے، **تقبیل الارض فهو قریب من السجود**

زمین کو بوسہ دینا سجدہ کرنے کے قریب ہے، تو جب زندہ و سلامت، تندرست و توانا چلتے پھرتے مرشد و پیر و استاذ و شیخ و بزرگ کو سجدہ کرنا زمین بوسی

کرنا یعنی قدم بوسی کرنا منع اور مت کی عبادت کے مشابہ اور سجدہ کی مانند ہے تو کسی بزرگ کی قبر پر جھکنا، اسے چومنا، بوسہ دینا اور قبر کی مٹی کو آنکھوں سے لگانا بدرجہ اولیٰ منع و حرام ہوگا، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے فرمایا:۔

ازسجود وتمریغ وجه بتراب واستلام و تقبیل شباك شریف وامثال آنکه در شرع رخصت نکرده اندودر نظر ظاهر بیناں ازقبیل ادب نماید اجتناب بلکه به یقین داند که حقیقت ادب در رعائت اتباع و امتثال امر آنحضرت سب وہر چه نه ازیں باب است توہم باطل است.

آنحضرت ﷺ کی روضہ انور پر حاضر ہو کر سجدہ نہ کرے اور منہ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو مثل اس کے خلاف شرع امر ہوں ان سے اجتناب کرے، اگرچہ ظاہر بینوں کی نظر میں وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہیں بلکہ یقین اس بات کا رکھے کہ ادب آپ کی اتباع اور امتثال امر میں ہے اور جو اس بات سے نہیں وہ توہم باطل ہے

جذب القلوب الیٰ دارا لمحبوب (ص ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ناشر مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور)

ناظرین کرام آنحضرت ﷺ کی قبر انور واطہر پر حاضری کے وقت نہ سجدہ کرے نہ طواف کرے نہ مسح نہ بوسہ اور نہ ہی چھوئے اور نہ ہی جالی سے لپٹے چمٹے۔ جب یہ امور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین خاتم النبین امام الاولین والآخرین حضرت

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نور ہدیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے ساتھ ممنوع اور موجب کفر و شرک ہیں تو پھر بڑے سے بڑے بزرگ ، امام، شیخ، مرشد، مولوی، حاجی اور صوفی باصفا کی قبر کے ساتھ جائز اور موجب ادب واحترام کیسے ہو سکتے ہیں، ؟ادب واحترام کا تقاضا یہی ہے کہ قبر سے پرے ہٹ کر کھڑا ہو جس طرح صاحب قبر کی زندگی میں اس کا ادب واحترام تھا، فوت ہونے اور مدفون ہونے کے بعد اس کی قبر کا اسی طرح لحاظ رکھے، جیسے زندگی میں ہم بزرگ وامام کی خدمت میں اوپر چڑھ کر نہیں بیٹھتے بلکہ ذرا ہٹ کے بیٹھتے ہیں، اور بلاوجہ کوئی بات نہیں کرتے ، اور وہاں نہیں اونگھتے اور نہیں کھانستے اور نہ ہی اونچی آواز سے بولتے ہیں، بس یہی آداب اس بزرگ کی قبر کے ہیں، مسنون طریقہ کے مطابق دعا پڑھے اور چلا آئے، اور آں حضرت علیہ السلام کی "قبر انور" کے پاس حاضری کے آداب وہی ہیں جو کہ آپ کی زندگی مبارک میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے آداب تھے، اگر مذکورہ بالا امور میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کیا تو وہ گستاخی اور بے ادبی پر محمول ہوگا، اور ایسے گستاخ و بے ادب کے لئے قرآن مجید میں وعید شدید موجود ہے، اس کی نیکیاں برباد، ایمان و یقین ضائع جہنم کا وہ ایندھن ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی گستاخی، بے ادبی سے بچائے، آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

ناظرین با تمکین ! حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر مکتبہ فکر کے ہاں بڑی عقیدت ومحبت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں، بالخصوص مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے آپ کو "شیخ محقق" کے خطاب سے یاد فرمایا ہے، حضرت شیخ نے اپنی مشہور و نامور کتاب "جذب القلوب الی

دار المحبوب "یعنی تاریخ و فضائل مدینہ طیبہ میں دین حق کا اصل اصول بیان فرمادیا کہ "اگرچہ ظاہر بینوں کی نظر میں وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہیں، بلکہ یقین اس بات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپ ﷺ کی اتباع اور امتثال امر میں ہے اور جو اس بات سے نہیں وہ باطل ہے"

واہ سبحان اللہ! ماشاء اللہ گیارھویں صدی کے ہندوستان کے نامور محدثؒ نے کتنی ایمان افروز حقیقت بیان فرمادی، آج کل کے نام کے مولوی اور بے شرع صوفی حضرات عشق و محبت اور ادب واحترام کے نام پر بے شمار خرافات و بدعات و لغویات کی حوصلہ افزائی و پذیرائی فرمارہے ہیں، جو ان کی پیدا کردہ خود ساختہ بناوٹی و مصنوعی رسومات کی پیروی نہ کرے وہ خشک ملا ٹھہرے، شریعت حقہ کے احکام و فرامین پر عمل کرنا ہی عشق و محبت اور ادب واحترام ہے، اور جو اس کے علاوہ ہے وہ فضول اور واجب الترک ہے، عربی زبان کا مشہور محاورہ ہے "الامر فوق الادب" "حکم پر عمل کرنا ہی ادب ہے"، شیخ سعدیؒ نے فرمایا، بے شرع آب خوردن خطا است شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف پانی پینا بھی گناہ ہے، (بوستان)

امام ملا علی قاریؒ نے فرمایا

لا يطوف اى لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ولا عبرة بما يفعله الجهلة ولو كانوفى صورة المشائخ والعلماء

(شرح مناسك الحج)

نہ طواف کرے گرد مزار شریف کے کیوں کہ طواف کرنا کعبہ شریف کے ساتھ خاص ہے پس حرام ہوگا پھیرے لگانا قبور انبیاء واولیاء کے، اور اس میں کچھ اعتبار نہیں ہے جاہلوں کے فعل کا اگرچہ وہ صورت میں مشائخ و علماء ہی معلوم ہوں۔

ملاحظہ ! جب سرور کائنات ،جامع الصفات ، فخر موجودات ، مجمع الحسنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر شریفہ کا طواف ممنوع ہے تو اولیاء عظام کی قبور کا طواف تو زیادہ سے زیادہ تر ممنوع ہوگا، اس بنا پر طواف غیر اللہ مطلقاً حرام اور قبر انبیاء کا زیادہ حرام، اور قبور اولیاء کا زیادہ سے زیادہ حرام ہوگا۔

مسلمان بھائیو اور بہنوں ! حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ نے آخر میں فرمایا کہ

" جاہلوں کے فعل کا کچھ اعتبار نہیں اگر چہ وہ صورت میں مشائخ و علماء ہی معلوم ہوتے ہوں "

حضرت الامامؒ نے بڑے قاعدے اور گر کی بات بتائی ہے جسے مولانا رومؒ نے اس طرح بیان کیا ہے ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دست نباید داد دست

اردو میں اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے ع

لباس خضر میں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

عینی شرح ہدایہ میں ہے

لوطاف حول مسجد سوی الکعبۃ الشریفۃ یخشی علیہ الکفر (معراج الدرایہ ص ۱۲۴ عینی شرح ہدایہ جزثانی ص ۱۰۳۶)

اگر طواف کسی مسجد کا بھی سوائے کعبہ شریف کے کرے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے

شرح عین العلم میں ہے

لا یمسی ای القبر والا التابوت و لا الجدار فورد النهی عن مثل بقبره علیه السلام فکیف بقبور سائر لانام و لا یقبل فانه زیادة علی المس فهو اولیٰ فالتقبیل مختص بالحجر الاسود۔(شرح عین العلم للامام ملاں علی قاری)

نہ چھوئے قبر اور تابوت کو اور نہ دیوار کو کیوں کہ ان کاموں کی ممانعت وارد ہوئی ہے، قبر نبی اکرم ﷺ کے لئے پس کس طرح کسی اور کی قبروں کے لئے جائز ہو سکتا ہے، اور نہ بوسہ دے قبر کو یہ زیادہ برا ہے، چھونے سے پس بوسہ دینا تو مختص ہے حجر اسود کے لئے۔

ناظرین ! مقتدر محققین علمائے احناف کے حوالہ جات آپ نے پڑھ لئے۔ انھوں نے کتنی صاف گوئی سے فرمایا ہے زندہ یا فوت شدہ بزرگ کے لئے سجدہ، طواف، رکوع یا قریب رکوع کے جھکنا، قدم بوسی، زمین بوسی، قبر کا بوسہ، مسح حتیٰ کہ آں حضرت ﷺ کی قبر انور کے لئے بھی یہ امور قطعاً منع ہیں، تو اور کسی نبی یا ولی کے لئے کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کا فیصلہ کن ارشاد

خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو، کیوں کہ خلاف

ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔(انوار البشارات فی مسایل الحج مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

روضہ انوار کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت ہے۔(۷۴)

"بلا شبہ غیر کعبہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے"(احکامِ شریعت حصہ سوم)

حضرات! مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کتنی سیدھی اور صاف بات فرمارہے ہیں کہ روضہ انور کا طواف، سجدہ اس کے آگے جھکنا یا رکوع کے برابر جانا، جالی شریف کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا (جیسا کہ بعض جاہلوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہاتھ قبر سے مل کر آنکھوں پر لگاتے ہیں اور سینہ پر ملتے ہیں یہ سب امور منع ہیں۔ قبر شریف اور جالی کو چھونا چمٹنا اور اس کے مثل منع اور علت خلاف ادب ہوتا ہے(الذبدةالذکیه فی سجدةالتحیه ۴۳)

فاضل بریلوی نے آخر میں ایک نکتے کی بات فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت ہے یعنی آپ کی فرماں برداری کرنا اور آپ کی دعوتِ توحید ورسالت کو دل وجان سے تسلیم کرنا اورآپ کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنا در حقیقت آپ کی تعظم و تکریم کرنا ہے۔آج کل تو بعض نام نہاد عاشقوں نے شعر بنا رکھے ہیں

تیری خیر ہووے پہریدارا
روضے کی جالی چم لین دے

بعض تو شکل و صورت وضع قطع سے یہود و نصاریٰ معلوم ہوتے ہیں لیکن بنتے عاشق زار ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمابرداری ان میں نظر نہیں آتی۔

دوستو! ہم آپ کی خدمت میں دردمندانہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ توحید کے متعلق مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ کے فرمودات اور ان کے نگارشات باربار پڑھئے۔ آپ پر حقیقت واضح ہو جائے گی اور آپ صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے۔ کیا آپ نے ان تمام مذکورہ بالا باتوں کو بریلوی مکتب فکر کے علماء و فضلا خطباء اور مقررین و واعظین کی تقریروں اور وعظوں میں کبھی سنا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر یہی باتیں بر سر منبر، سر عام کھلے مجمع میں بیان کی جاتیں تو عوام کو بڑا فائدہ پہونچتا، اب بھی اگر ان باتوں کو خطبوں اور وعظوں میں بیان کیا جائے تو قوم کا بھلا ہو گا اور انشاءاللہ ان واعظوں کا بھی دنیا و آخرت میں بھلا ہو گا۔

نبـــوت
رســالـــت
اور
بشـــريــت

بہار شریعت میں ہے :۔

"انبیاء سب بشر تھے اور مرد ، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت،" بہار شریعت حصہ اول ص ۱۰ از مولانا محمد امجد علی صاحب مصدقہ مولانا احمد رضاخاں بریلوی۔

مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہونچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں، انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، (کتاب العقائد ص ۶ طبع دہم مولانا نعیم الدین مرادآبادی دست راست مولانا احمد رضاخاں بریلوی)

جناب مولانا ابو الحسنات نے فرمایا :۔

"نبی وہ بشر ہوتا ہے، جو خدا کی طرف سے آئے اور احکام الٰہی اس پر بذریعہ

وحی آتے ہوں جس قدر بھی انبیاء گذرے سب بشر ہی تھے،" (العقائد ص ۶۱۔۱۵
از مولانا ابو الحسنات محمد احمد شاہ صاحب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور، صدر مرکزی
حزب الاحناف و جمعیت علمائے کل پاکستان و خلیفہ و مجاز مولانا احمد رضا خاں
بریلوی)

جاء الحق میں ہے۔

نبی جنس بشر ہی میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں جن یا فرشتہ نہیں
(جاء الحق از مفتی احمد یار خاں پہلا باب سطر اول ص ۱۶۴ ساتواں ایڈیشن مصدقہ و
مجوزہ از پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری)

مفتی احمد یار خاں نے فرمایا :۔

ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہی ہوتے ہیں، جاء الحق از
مفتی احمد یار خاں گجراتی نعیمی شاگرد رشید و خلیفہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی)
مولانا نعیم الدین نے فرمایا

فقالوا أبشر یهد وننا فکفروا (پارہ ۲۸ سورۃ تغابن رکوع ۱)

ترجمہ :۔بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے۔

ف:۔ اول انھوں (کافروں) نے بشر کے رسول ہونے سے انکار کیا، اور یہ
کمال بے عقلی اور نافہمی ہے کہ بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا، پتھر کا خدا ہونا تسلیم کرلیا،
(ترجمہ قرآن کنزالایمان از مولانا احمد رضا خاں حاشیہ و تفسیر خزائن العرفان
از مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی)

جناب مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا :۔

قل انما انا بشر مثلکم (پارہ ١٦ آخری رکوع سورہ کھف)

تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں (تو) میں تم جیسا ہی ہوں، مجھے وحی ہوتی ہے، کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، (کنزالایمان)

مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا :۔

مجھ پر بشری اعراض وامراض طاری ہوتے ہیں، (خزائن العرفان زیر آیت۔سورہ کھف)

کنزالایمان میں ہے۔

قل إنما انا بشر مثلکم (پارہ ٢٤ سورہ حم سجدہ) تم فرماؤ آدمی ہونے میں میں تم جیسا ہوں، (کنزالایمان ترجمہ قرآن از مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

خزائن العرفان میں ہے

ظاہر میں کہ میں دیکھا بھی جاتا ہوں میری بات سنی بھی جاتی ہے، اور میرے تمھارے درمیان بظاہر کوئی جنسی مغایرت بھی نہیں ہے تو پھر تمھارا یہ کہنا کیسے ہو سکتا ہے، کہ میری بات نہ تمھارے دل تک پہنچے نہ تمھارے سننے میں آئے، اور میرے تمھارے درمیان کوئی روک ہو جائے میرے کوئی غیر جنس جن یا فرشتہ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ ہمارے اور ان کے درمیان تو جنسی مخالفت ہی بڑی روک ہے لیکن یہاں تو ایسا نہیں ہے کیوں کہ میں بشری صورت میں ہوں، مجھ سے

مانوس ہونا چاہئے، (خزائن العرفان حاشیہ و مختصر تفسیر بر کنزالایمان زیر آیت، پارہ ۲۴)

مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا

اِنما انا بشر مثلکم، اے لوگو (گھبراؤ نہیں) میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ فرشتہ یا جن کی جنس سے نہیں ہوں۔

(رحمت خدا بوسیلہ اولیاء ص ۴۰)

شیخ المشائخ قاضی عیاضؒ نے فرمایا

حضور ﷺ بیمار بھی ہوئے اور گرمی سردی بھی آپ کو لگتی تھی، بھوک اور پیاس بھی لگتی تھی، غصہ بھی آتا تھا، گھبراہٹ اور بے قراری بھی ہوتی تھی، آپ تھک بھی جاتے تھے، ضعیفی اور بڑھاپا بھی آیا، آپ گھوڑے سے گرے تو آپ کا پہلو چھل گیا، کافروں نے آپ کو زخم لگایا، آپ کا دانت مبارک کافروں نے شہید کر دیا، آپ کو زہر کھلایا گیا، آپ پر جادو کیا گیا، آپ نے بیماری کا علاج دواؤں سے کیا، پچھنے بھی لگوائے، اپنے آپ کو دم بھی فرمایا، پھر آپ وفات بھی پا گئے اور امتحان و آزمائش کے گھر سے نجات پا گئے، یہ تمام بشریت کی علامتیں ہیں، جن سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی، آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء علیھم السلام کو اس سے بھی بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئیں، چنانچہ ان کو سخت طریقوں سے قتل کیا گیا، آگ میں پھینکے گئے، آری سے چیرے گئے اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے بعض اوقات بچا بھی لیا، اور بعض کو محفوظ بھی کر لیا ہے، جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو

بعد میں محفوظ بھی کر لیا گیا، پس ایک طرف اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابن قمیہ کے نیزے اور طائف والوں کے پتھروں سے نہیں بچایا تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے وقت کافروں کو دیکھ لینے سے آپ کو بھی بچایا ہے، ایک طرف اگر یہ صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن اعصم یہودی کے جادو سے آپ کو محفوظ نہیں رکھا تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ایک یہودی عورت کے زہر سے جو جادو سے زیادہ خطرناک تھا آپ کو بچایا بھی ہے، اسی طرح تمام انبیاء علیھم السلام کا معاملہ ہے، کبھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کبھی ان کو عافیت مل جاتی ہے، اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، تاکہ ہر حالت میں ان سے شرف حاصل ہو، ان کا معاملہ واضح ہو جائے، اور امتحان میں پڑنے کی وجہ سے ان کی بشریت ثابت ہو جائے، اور کمزور عقیدہ والوں کے شبہات دور ہو جائیں تاکہ (وہم پرست) لوگ ان کے ہاتھوں پر عجائبات ظاہر ہوتے دیکھ کر اس طرح گمراہ نہ ہو جائیں، جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں گمراہ ہوئے تاکہ امت کو ان کی مصیبت دیکھ کر اپنی مصیبت کے وقت تسلی ہو، (کتاب الشفاء فی حقوق المصطفے جلد ۲ ص ۱۹۸ تصنیف لطیف حضرت قاضی عیاض اندلسیؒ مصدقہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

امام نوویؒ نے فرمایا

انبیاء علیھم السلام پر بیماریاں اور آزمائشیں آتی ہیں، تاکہ ان کو بڑا ثواب حاصل ہو اور امتی، اور غیر امتی سب کو ان کی مصیبت کا علم ہو جائے اور لوگوں کو

تسلی حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر بھی مصیبتیں آتی ہیں (تو ہم کس طرح بچ سکتے ہیں) اور اس لئے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ بشر ہیں، ان پر دنیا کی تکلیفیں آتی ہیں، ان کے جسموں پر وہی حالتیں پیش آتی ہیں تا کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ وہ اللہ کی مخلوق ہیں ان کو بھی پالنے والا وہی ہے، اور ان کے ہاتھوں پر معجزات دیکھ کر لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں اور شیطان لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکے، جیسا کہ عیسیٰ علیہ اسلام کے متعلق دھوکہ دیا ہے، (نووی، شرح مسلم، جلد ۲، بیان غزوہ احد)

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا

اتیان لفظ مثلکم برائے تاکید بشریت است ، (مکتوبات جلد اول ص ۲۱۰ مطبع نول کشور مکتوب ۲۰۹)

قل انما انا بشر مثلکم (پارہ ۱۶ رکوع آخری سورہ کھف کا) میں لفظ مثلکم کا لانا بشریت کی تاکید کے لئے ہے۔

یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ سورہ کھف وغیرہ کی آیت مبارکہ میں یہ اعلان کہ اے پیغمبر ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں بشر ہوں تمھاری مثل، تو بات بالکل صاف ہو گئی، اور غلط عقائد کی صاف صاف تردید ہو گئی، پہلی امتوں نے جو دھوکہ کھایا اور شیطان نے انہیں ورغلایا کہ نبی، پیغمبر اور رسول مافوق البشر ہوتے ہیں، اس کی تردید تغلیط تو انہی الفاظ میں ہو گئی لیکن انبیا کرام علیھم السلام کی بشریت کو اور زیادہ واضح کرنے کے لئے مثلکم کا لفظ لا کر ہر

طرح کے شکوک و شبہات اور اوہام و اشکال کی مکمل بیخ کنی کر دی اور عام فہم صاف و سادہ لفظوں میں فرمایا کہ میں بشر ہوں تمھاری مثل، اللہ اللہ سبحان اللہ یہ ہیں امام ربانی مجدد الف ثانی پیر حقانی، شرک و بدعت کو جڑ سے اکھاڑنے والے اور ٹھیٹھ لفظوں میں انبیاء کرام کی بشریت بیان کرنے والے جزاهم الله احسن الجزاء۔

امام ربانی مجدد سرہندیؒ نے فرمایا

نمی بینی که انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات به عامة درنفس انسانیت برابر اند درحقیقت وذات همه متحد تفاضل باعتبار صفات کامله آمده است، (مکتوبات جلداول مکتوب ص ۲٦٦، ص۳۲۹ مطبع نول کشور)	(اے میرے ہم عقیدے کیا تو نہیں دیکھتا کہ انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات عام انسانوں کے ساتھ نفس انسانیت میں برابر ہیں اور تمام انسان حقیقت اور ذات میں ایک ہیں انبیاء کو فضیلت و عظمت صفات کاملہ کی وجہ سے آئی ہے)

حضرت امام ربانی مجدد سرہندی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سارے انبیاء کرام اور سارے عام انسان آپس میں بحیثیت انسان ہونے کے برابر ہیں، ان سب کی حقیقت اور جنس ایک ہے یعنی انسان ہونا، انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ انسانوں کو نبوت و رسالت کے لئے چن لیا، اب یہ انسان دوسرے انسانوں پر فوقیت اور عظمت رکھتے ہیں، کیوں کہ ان میں صفات کاملہ اور اخلاق حسنہ بدرجہ اتم موجود ہیں۔

شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا

عوام انسان ہر چند بانبیاعلیهم الصلوات والتسلیمات درنفس انسانیت شریك اندا ماکمالات دیگر مرانبیاء علیهم التسلیمات بدرجات علیا اسانید ہ است (مکتوبات جلد ۲ مکتوب بمبر ٦٧ صفحه ١٢٩)

عام انسان بہر حال وصورت انبیا کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ نفس انسانیت میں (برابر کے) شریک ہیں لیکن انبیا کرام کو دیگر کمالات نے بلند درجات پر پہنچایا ہے

انبیاء کرامؑ کے کمالات

برادران اسلام! انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات ایسے ہیں کہ اگر ظاہر ہو جائیں تو دنیا بھر کے عقل مند حیران رہ جائیں، اور جھوٹی عقیدت والی کی عقیدت اور محبت ٹھنڈی پڑ جائے، ان کا کمال یہ ہے کہ وہ باکمال انسان ہیں، ان کے کمالات یہ ہیں کہ ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع کرنا ارادہ کی پختگی، اور الوالعزمی، وقار، متانت، سنجیدگی، سخاوت، یقین کی ٹھنڈک، شرح صدر، امانت، سچ بولنا، مخلوق پر رحم کرنا اور مہربانی فرمانا، پاکدامنی قبول حق، غیبی امداد کا انتظار، ساری دنیا کی محبت سے انقطاع، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا، مال کے بجائے علم و عمل کا ورثہ چھوڑنا، بے فائدہ باتوں اور بے فائدہ چیزوں کا ترک کرنا، دنیا کی لذات میں کمی کرنا، دنیا کی اغراض وزیبائش اور چمک ودمک سے اعراض و نفرت، دین کی نشر و شاعت، دین قائم کرنا، جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کا کلمہ بلند کرنا،

ظاہر وباطن کی یک رنگی، توکل ، تسلیم وغیرہ وغیرہ، ان کمالات میں انبیاء علیھم السلام بے مثل ہوتے ہیں، جو کچھ وہ جانتے دیکھتے سنتے اور سمجھتے ہیں، اگر عام آدمی کو یہ کیفیت نصیب ہو تو اس کی نیند، آرام، بھوک، پیاس اور تمام جسمانی نظام معطل ہو جائے، ان کا کمال یہ ہے کہ اس قدر بلند حقائق کا مشاہدہ کر لینے کے باوجود ظاہری نظام قائم رکھنے کی ایسی بہترین مثال پیش کرتے ہیں جو تا قیامت ہر قسم کی ترقی کی ضامن ہے۔

حضرت مجدد الفؒ ثانی نے فرمایا

اے برادر! محمد رسول ﷺ بشر بود (اے بھائی! محمد رسول ﷺ بڑی بلند شان والے ہونے کے باوجود بشر تھے۔ مکتوبات جلد اص ۱۷۷ مکتوب ۱۷۳۔ مطبع! نول کشور)

برادران اسلام! آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ المتوفی ۱۰۳۴ھ کے ارشادات حقانی بار بار پڑھئے اور سر دھنئے اور داد دیجئے آپ کی حق گوئی بے باکی کی، کہ کس طرح ببانگ دہل علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر بر ملا فرما رہے ہیں کہ سور کائنات، فخر موجودات، جامع الصفات، مجمع حسنات، سردار دوجہاں، شفیع عاصیاں، نبی آخر الزماں، سید انس وجاں، رحمۃ للعالمین، خاتم النبین، سید المرسلین، امام المعصومین، سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ فداہ امی وامی روحی و قلبی ﷺ بعد وکل ذرۃ بہت ہی بلند شان والے ہونے کے باوجود بشر تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف وتوصیف قرآن مجید فرقان حمید میں جابجا کی ہے، احادیث صحیحہ میں آپ

کے مناقب وہ کل بکثرت بیان ہوئے ہیں آپ کے متعلق مسلمانوں کے جملہ

افراد کا یہی اعلان ہے ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ آپ اتنی ارفع و اعلیٰ بلند و بالا شان رکھنے

کے باوجود بشر تھے۔ آج کل "یوم مجدد" بڑی دھوم دھام سے منائے جا رہے ہیں،

لیکن آپ نے جو موتی اور ہیرے مکتوبات شریف میں بکھیرے ہیں انہیں چننے

والے خال خال ہیں۔

بھائی مسلمانوں! حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے

مذکورہ بالا اقوال پڑھئے اور اپنے عقیدہ کو درست کیجئے، آپ نے کتنی بڑی

بیان فرمائی ہے کہ "اے سید اور احمد رسول ﷺ باآں علو شان بشر بود"

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی نے فرمایا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

نے فرمایا، مامن مولود فی سرته من تربته التی منها حتی یدفن فیها

و انا ابو بکر و عمر خلقنا من تربة واحد فیها ندفن (فتاویٰ افریقہ ص

۳۵، ۱۳۳۶ھ)۔

ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا، یہاں تک کہ

اسی میں دفن کیا جائے گا، اور میں یعنی رسول اللہ ﷺ اور بکرؓ و عمرؓ ایک ہی مٹی سے

بنے ہیں، اسی میں دفن ہوں گے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا

جذب القلوب میں ہے :۔

در احادیث صحیحه از طرق متعدد ه آمده ،که خلق ہر نفسے ازتر تیب که مدفون کرد و دردی لازم آید که خلق نفس زکیه حضرت سید کائنات ﷺ ازترتیب طیبه مدینه باشد و کذلك نفوس اکثر آل و اصحاب وتابعین رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین که دریں بقعه شریفه آسوده اند.

(جذب القلوب الی دیار المحبو ب فارسی از شیخ عبد الحق دہلویؒ ، ناشر مکتبه نعیمیه چوك دالگراں، لاہور۔ ص ۱۵)

احادیث صحیحہ میں طرق متعددہ سے وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اس مٹی سے ہوتی ہے ، جہاں دفن ہو تو ضروری ہے کہ پیدائش حضرت ﷺ کی مدینے کی مٹی سے ہوگی ،اوراس طرح پیدائش اکثر آل واصحاب اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہو جو اس زمین شریف میں مدفون ہیں۔

(ترجمہ مرغوب جذب القلوب ص ۱۵ مطبع نول کشور)

ناظرین با تمکین ! مولانا احمد رضا خاں بریلوی اوربقول ان کے شیخ محقق محدث دہلویؒ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سیدالانبیاء ، امام الانبیا ، خطیب الانبیاء، نبی الانبیاء، اول خلیفہ الرسول ، ثانی الاثنین ، رفیق بدر و حنین ، صہر سید الکونین سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق والعتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،اور مراد رسول خلیفہ دوم ، امام عادل ،

صہر سید المرسلین سیدنا حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مٹی سے بنے ہیں، اور حضرت شیخ المشائخ شاہ عبد الحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو بات اور آگے بڑھا دی کہ اکثر آل واصحاب و تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور رسول اکرم نبی مکرم ﷺ ایک ہی مٹی سے بنے ہیں، یعنی ان کے خاکی اور بشر ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

مدارج النبوت میں ہے

وجود عنصری وے ﷺ ارضی است، نبی ﷺ کا وجود عنصری زمینی (خاکی)

مدارج النبوت ، جلد اول ص ٦٣ مطبع نول کشور)

نول کشور)

جناب مولانا نعیم الدین مراد آبای نے فرمایا

آیت مبارکہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی (سورہ اعراف رکوع ۱۹، آیت ۱۵۷، ص ۲۴۶ کے حاشیہ ۲۹۷ مطبوعہ قرآن مجید از مولانا احمد رضا، اور حاشیہ و تفسیر از مولانا نعیم الدین مراد آبای تاج کمپنی لاہور و کراچی پر ہے، ع

خاکی و بر اوج عرش منزل

امی و کتاب خانہ دردل

مسلمان بھائیو! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بریلوی جماعت کے صدر الافاضل، فخر الاماثل مولانا نعیم الدین مراد آبادی صاف صاف فرمارہے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا وجود عنصری خاکی ہے، اور یہ بھی حقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سے خاکی وجود ہی کو اشرف المخلوقات قرار دیا۔

پھر انسانوں میں سے نیک بندوں کا درجہ بلند ہے، پھر سب سے اونچا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کا پھر نوریوں، ناریوں، خاکیوں، آبیوں غرض کہ اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ واعلیٰ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ درجہ اور مرتبہ سرور کائنات، فخر موجودات، جامع الصفات، مجمع حسنات، صاحب خلق عظیم، رؤف و رحیم رسول کریم ﷺ و اصحابہ و بارک وسلم کا ہے، اس کے باوجود بقول مولانا نعیم الدین مراد آبادی ؒ

خاکی و بر اوج عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل

اور بقول حضرت شیخ دہلوی ؒ

"وجود عنصری وے ﷺ ارضی است"

دراصل یہ الفاظ شیخ دہلوی ؒ نے یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھدہ و مبشراو نذیر ا وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجامنیرا۔

کی تفسیر اور تشریح کرتے ہوئے لکھے ہیں کہ آپ کو روشن چراغ فرمایا، اس لئے کہ چراغ بنا ہوتا ہے۔ مٹی سے اور اس میں تیل ہوتا ہے، پھر بتی ہوتی ہے، پھر اسے روشن کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے پیارے نبی ﷺ کا وجود باوجود خاکی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے نور نبوت رکھا، اس آیت کے تحت مولانا مراد آبادی لکھتے ہیں۔

"درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت نے

پہنچائی، اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں، اور ضلالت کی تاریک وادیوں میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے نور ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و ابصار اور قلوب وارواح کو منور کیا" (خزائن العرفان)

اہل سنت کی معتبر کتاب نے جس میں عقاید بیان کئے گئے ہیں رسول کی تعریف ان لفظوں میں لکھی ہے، الرسول انسان بعثه الله الی الخلق لتبلیغ الاحکام۔

"نبی وہ انسان ہیں جو خدا کی طرف سے دنیا میں ہدایت کے واسطے بھیجے گئے، نبی سب مرد تھے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی،" (ضروریات اسلام کا پہلا حصہ در بیان عقاید مصدقہ مولانا ابو العلا محمد امجد علی ۵ جمادی لاخرہ ۱۳۰۴ھ خاص مطبع اعلیٰ حضرت طبع ہوا)

انبیاء و مرسلین "انسان" ہوتے ہیں۔

(شرح عقاید نسفی مطبوعہ کانپور د مطبع مجتبائی ص ۱۴)

ناظرین کرام! تو "رسول" کے معنی یہ ہوئے، اللہ تعالیٰ کے پیغام اس کے بندوں کو پہنچانے والا انسان۔

قرآن و حدیث میں رسول کی انسانیت کو واضح کرنے کی اتنی کوشش کی گئی جس کی ظاہر میں آنکھیں ضرورت نہیں سمجھتیں، بلکہ ایسے الفاظ ہیں جن کو دیکھنا عوام کی آنکھیں برداشت ہی نہیں کرتیں، ان کا کھانا پینا بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے جانا، انسانوں سے پیدا ہونا، انسانوں کو جننا، انسانوں سے نکاح کرنا،

انسانوں سے محبت کرنا، غصہ، نفرت، مروت، سخاوت، شجاعت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا وغیرہ تمام انسانی صفات کی ان کے لئے ثابت کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بہترین انسان ہیں، انسانیت کا لفظ ہٹا دینے کے بعد ان کے تمام روحانی اور اخلاقی کمالات جسم بے جان کی طرح رہ جاتے ہیں، رسول کا کمال یہی ہے کہ وہ ایک انسان ہو، جس نے کبھی غم نہ کھایا ہو وہ دوسرے کو تسلی کس طرح دے سکتا ہے، جس کو بھوک اور پیاس نہ لگتی ہو تو وہ کسی کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کا جذبہ کہاں سے لائے گا؟ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آسکتے ہیں، لیکن جب کھانا پیش کیا جائے وہ کھا نہیں سکتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ آیت ۷۵ میں فرمایا کہ کانا یاکلان الطعام "دونوں کھانا کھاتے تھے،" اس کے حاشیہ پر **مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔**

"اس میں نصاریٰ کا رد ہے کہ اللہ غذا کا محتاج نہیں ہو سکتا، تو جو غذا کھائے جسم رکھے اس میں تحلیل واقع ہو، غذا اس کا بدل بنے، وہ کیسے الٰہ ہو سکتا ہے"

یعنی مقدس ماں اور مقدس بیٹا اپنے تمام تر تقدس کے باوجود کھاتے پیتے تھے، اور اسکی وجہ سے بشری عوارضات بھوک، پیاس، بیماری، بول و براز وغیرہ سے ان کو سابقہ پڑتا تھا۔

حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق پارہ سوم رکوع تیسرا میں فرمایا فانظر الی طعامك و شرابك لم یتسنه اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ! اب تک گلا سڑا نہیں، یعنی یہودیوں کو بتایا کہ حضرت عزیز علیہ السلام کھاتے پیتے تھے،

اور کھانے پینے والا بشری لوازمات بھوک پیاس، بیماریوں، بول و براز اور جماع وغیرہ میں مبتلا ہوگا، تو ایسا مزاج والا الہ کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا هو يطعمني و يسقين و اذا مرضت فهو يشفين۔ (پارہ ۱۹ ارکوع ۹) وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے، اور میں جب بیمار ہوتا ہوں وہی مجھے شفا دیتا ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بات بالکل صاف کردی کہ جو کھائے پئے گا بیمار بھی ہوگا، اور جو بیمار ہوگا وہی بشری عوارضات میں مبتلا ہوگا، اور جو کھائے پیئے گا وہی بشر ہے بشر ہونا کمال ہے خوبی ہے، عظمت ہے، اللہ تعالیٰ نے بشر کو بڑا بلند مقام عطا فرمایا ہے، انبیاء کرام اللہ کے سفیر ہیں، ان کی بشریت کو قرآن پاک میں جابجا بیان کیا ہے، اور عقاید اہل سنت کی کتابوں میں بھی صراحت سے بیان ہوا کہ انبیاء مرسلین انسان ہیں، بشر ہیں، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تو وضاحت فرمادی کہ

"اے برادر! محمد رسول اللہ ﷺ والہ واصحابہ وسلم باآں علو شان بشر بود"

اے بھائی! محمد رسول اللہ ﷺ اتنی بلند شان والے ہونے کے باوجود بشر تھے۔

عبـــــــدہ

و

رســــولـــہ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا :۔

دین یہ ہے اشھد ان محمد ا عبدہ و رسولہ "عبدہ" پہلے فرمایا اور رسولہ، بعد کو، کہ عبد کے درجہ سے نہ بڑھانا" (ملفوظات مولانا احمد رضا بریلوی حصہ چہارم ص ۷ ۳ مطبع نظامی پریس بدایوں طبع کراچی ص ۴۳)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے فرمایا

جب سید عالم ﷺ شب معراج درجات عالیہ و مراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عز و جل نے خطاب فرمایا، اے محمد (ﷺ) یہ فضیلت و شرف میں نے تمھیں کیوں عطا فرمایا؟

حضور نے عرض کیا۔

"اسلئے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا، (خزائن العرفان حاشیہ و مختصر تفسیر کنز الایمان ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا، زیر آیت سبحان الذی اسریٰ (رکوع ۱، پارہ ۱۵)

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا

ومحمد علیہ الصلوۃ والسلام حبیبه و عبده و رسوله (فقہ اکبر)

حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حبیب، بندے اور رسول ہیں۔

علامہ ابوالمنتہیؒ نے فرمایا

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اشارہ کیا ہے، ساتھ قول عبدہ کی طرف دو فائدوں کے!

(اول) محمد رسول اللہ ﷺ کی کمال بزرگی اور عظمت کا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کامل واکمل "عبد" یعنی بندے ہیں۔

(دوم) قول نصاریٰ سے امت کو محفوظ رہنے کو کہا، ابو سلیمان قاسم انصاری۔ جب رسول اللہ ﷺ معراج کی رات بلند درجے اور عالی مرتبہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کی طرف وحی کیا اور فرمایا۔

"اے محمد (ﷺ) ساتھ کس کس مرتبہ اور شان کے ہم آپ کو شرف اور بزرگی دیں؟ تو حضور نے عرض کیا

"اے میرے رب! تو ہی بہتر جانتا ہے، پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے

"آپ کے لئے میرے بندے ہونے کا مرتبہ بہت اعلیٰ اور عظیم الشان ہے" شرح فقہ اکبر لابی المنتہی ص ۱۷ (مجتبائی دہلی)

امام ملا علی قاریؒ نے فرمایا

وقدم العبوديه لتقدمها و جوداً على الرسالة و الدلالة على عدم استنكافه عن ذلك المقام بل الاشارة الى انه عليه الصلوة والسلام مفتخر بذلك المرام لاتدعنى الا بيا عبدهافإنه اشرف اسمائها

(شرح فقه اكبر ملاعلى قارى ص ٧٢)

آپ کے عبد، یعنی بندہ ہونے کو رسول یا مقام رسالت سے اسلئے مقدم کیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ بندہ ہونا آپ کی شان کے منافی نہیں بلکہ بندہ ہونا آپ کے لئے انتہائی فخر اور باعث عزت ہے چنانچہ عربی شاعر نے اس حقیقت کو شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

مجھے بندہ کے سوا دوسرے نام سے قطعاً یاد نہ کیا جائے، اس لئے کہ 'عبد' سے موسوم ہونا انتہائی شرف و کمال ہے

نبوت

نور ہدایت

حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے فرمایا :۔

"اس وقت دو وصیتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ (عز و جل) ورسول اللہ ﷺ) کی اور دوسری خود میری،

"حضور اکرم ﷺ رب العزت کے نور ہیں، حضور ﷺ سے صحابہؓ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے۔ ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے۔

اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو، تمھیں اس کی ضرورت ہے کہ تم روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت، ان کی تعلیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم، اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت، (وصایا شریف، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص ۲ مطبوعہ کواپریٹو پرنٹنگ پریس لاہور)

حضرت مفتی احمد یار خاں نے فرمایا

حضور ﷺ، قرآن نور ہیں :۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ

۱۔ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں۔

ب۔ نہ یہ کہ حضور ﷺ خدا کی طرح ازلی، ابدی، ذاتی نور ہیں۔

ج۔ نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور ﷺ میں سرایت کر گیا ہے، تاکہ شرک و کفر لازم آئے، آپ ایسے نور ہیں جیسا کہ اسلام اور قرآن نور ہیں۔ (رسالہ نور مصنفہ مفتی احمد یار خاں گجراتی المتوفی، ۱۹۷۱ء ص ۷ مطبوعہ مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی)

حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے فرمایا

فآمنوا باالله و رسوله و النور الذی انزلنا۔

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا (ترجمہ از مولانا احمد رضا بنام کنزالایمان)

(سورۃ تغابن)

نور سے مراد قرآن شریف ہے، کیوں کہ اس کی بدولت گمراہی کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہر شئے کی حقیقت واضح ہوتی ہے، (تفسیر و حاشیہ بنام خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

رسول اللہ ﷺ نور ہدایت ہیں

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

(پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۳) (ترجمہ از مولانا احمد رضا)

سید عالم ﷺ کو نور فرمایا کیوں کہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی (خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین بر حاشیہ و مختصر تفسیر کنز الایمان ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا بریلوی)

وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا

اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے، اور چمکادینے والا آفتاب ہے۔

(ترجمہ از مولانا احمد رضا)

"در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی تاریک وادیوں میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے نور ہدایت سے راہ یاب فرمایا، اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و ابصار اور قلوب وارواح کو منور کیا، (حاشیہ و تفسیر از مولانا نعیم الدین مراد آبادی بنام خزائن العرفان)

مسلمان بھائیو اور بہنو! مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مفتی احمد یار خاں بدایونی، ثم گجراتی کے فرمودات " مسئلہ نور" کے متعلق آپ نے پڑھ لئے، اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ حضور ﷺ، نہ تو خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں، نہ حصہ و جزء، یہ بات کہنے سے شرک و کفر لازم آئے، نہ آپ کا نور ذاتی، ازلی، ابدی ہے نہ رب کا نور حضور ﷺ کے نور کا مادہ ہے، اور نہ حضور ﷺ میں سرایت کر گیا ہے، بلکہ آپ ایسے ہی نور ہیں جیسے قرآن و اسلام یعنی آپ نور ہدایت ہیں، آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی، راہ حق واضح ہوئی، گمراہ لوگوں

کو سیدھا راستہ آپ نے بتایا، اللہ کی بھولی بھٹکی مخلوق کو اللہ کا راستہ دکھایا، ہر طرف اندھیرا تھا، دنیا پر گھٹاٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی، دور دور تک کہیں بھی ہدایت کی کرن نظر نہیں آتی تھی، انسان بھٹک گیا تھا، گمراہی، بے دینی، کفر وشرک عام تھی، لوگ نیکی اور بھلائی کا راستہ بھول چکے تھے، توحید خداوندی کا داعی و مبلغ کہیں نظر نہیں آتا تھا، مذہب کے نام پر لوٹنا شروع کر رکھا تھا، اللہ تک پہنچنے کے لئے بتوں، مجسموں، دیوی دیوتاؤں، بزرگوں اور نیک لوگوں کی پوجا ہو رہی تھی، بات بات پر لڑائی جھگڑا، قتل وغارت، دنگا فساد، خونریزی جاری تھی، ناجائز ذرائع سے رزق کمایا جارہا تھا، سود خوری، شراب نوشی، جوابازی، زنا، اغوا، عصمت فروشی، ظلم وستم، جور و جفا، غرض کہ ہر برائی اپنے شباب پر تھی، اللہ تعالی نے اپنی مخلوق پر رحم وکرم فرمایا، بڑی مہربانی کی، انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انسانوں ہی میں ایک عظیم، مقدس انسان مبعوث فرمایا، جو اپنے ساتھ شمع ہدایت (قرآن) لے کر آیا اور اس تاریک دنیا میں نور ہدایت بن کر چھا گیا، آپ نور ہیں، نور ہدایت ہیں، روشنی کا مینار ہیں، آج بھی جب کہ دنیا طرح طرح کی تاریک وادیوں میں بھٹک چکی ہے، اور راہ حق کو چھوڑ چکی ہے، ہماری سلامتی، بقا اور زندگی اسی میں ہے، کہ ہم آپ کی نورانی تعلیمات سے اپنے دل ونگاہ کو اور ظاہر وباطن کو منور کر کے آپ کے نورانی پیغام کو ساری دنیا میں پھیلا دیں۔ ع

از پیام مصطفی آگاہ شو
فارغ از ارباب دون اللہ شو

(اقبال)

علم غیب

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔

ملفوظات میں ہے:۔

"ہم اہل سنت والجماعت کا مسئلہ، علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عنایت فرمایا اب عزوجل فرماتا ہے۔

وماھو علی الغیب بضنین

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں، تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے۔
یعنی حضور ﷺ کو علم غیب آتا ہے اور وہ تمھیں بھی تعلیم فرماتے ہیں

(ملفوظات مولانا احمد رضا، حصہ اول ص ۳۴)

میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرے کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے۔ (ملفوظات مولانا احمد رضا بریلوی، حصہ اول ص ۳۵)

خالص الاعتقاد میں ہے:۔

ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا، کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علم الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا

خطرہ بھی گزرے۔

ہم قاہر دلیلیں قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہونا عقل شرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔

علم ذاتی اور علم بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں، بندوں کے لئے صرف ایک گونہ علم بعطائے الٰہی ہے، ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی میں سے بھی بعض علم ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

(خالص الاعتقاد از مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

میرا مختصر فتویٰ اِنباء المصطفیٰ بمبئی مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ ایک نسخہ اس کا رسالہ "الکلمتہ العلیا" د(تالیف مولانا نعیم الدین مرادآبادی) کے ساتھ مطبوعہ ہوا۔ مرسل خدمت ہے۔ اس سے بڑھ کر جس مزید علم غیب کلی کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری وکذاب اور اللہ کے یہاں کا حساب ہے۔ (خالص الاعتقاد۔ شائع کردہ مرکزی حزب الاحناف ہند مطبوعہ ۲۸ رمضان ۱۳۶۱ھ

الدولة المكية میں فرمایا

فانالاند عی انه صلی الله علیه وسلم قداحاط لجمیع معلومات الله تعالیٰ ومحال للمخلوق(والدولۃالمکیة (ص ۲۵ ازمولانا احمد رضا)

ولا نشبت بعطاء الله الالبعض(الدولۃ المکیه)

ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات الٰہیہ کو محیط ہے۔ کیوں کی یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے۔

اور ہم عطائے الٰہی سے بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

تمہید ایمان میں فرمایا

حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط نہیں۔

مولانا احمد رضا صاحب کا فیصلہ کن ارشاد

علم بالذات اللہ عزوجل کے لیئے خاص ہے، کفار اپنے معبودان باطل کے لئے مانتے تھے، مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے انہیں امور غیب پر اطلاع ہے۔

(الامن والعلی مطبع نظامی بدایوں ص ۲۰۳)

ناظرین با تمکین! مسئلہ علم غیب کے متعلق مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے فرمودات بار بار پڑھئے اور سر دھنیئے، اس مسئلہ کو آپ نے کتنی وضاحت اور صراحت سے بیان فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کا علم لکل شئی محیط ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب (غیبدان) نہیں، اور

حضور ﷺ کو جو علم اللہ نے عطا فرمایا اسے بھی وہ بعض علم ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع اس کے سوا جو کوئی علم غیب کے سلسلہ میں اور کوئی عقیدہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف منسوب کرے وہ کذاب ہے، مفتری ہے اللہ کے یہاں اس کا حساب ہے، اللہ اللہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا حقیقت پسندانہ بیان ہے، لیکن آج کل کے بعض غیر پختہ واعظین اور کم علم مقررین اپنے آپ کو فاضل بریلوی کا عقیدت مند ظاہر کر کے کسی طرح بے دھڑک رسول اللہ ﷺ کو "عالم الغیب کہتے ہیں ایسے حضرات یا تو قلت مطالعہ کا شکار ہیں یا دنیا کمانے کے طلب گار ہیں، ورنہ ایسے واعظین و مقررین سے مولانا احمد رضا خاں سخت بیزار ہیں۔

مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا

حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا،

(جاء الحق ص ۳۹ طبع ہفتم)

"حضور کا علم غیب جاننا نہ جاننے کی طرح ہے، کیوں کہ آپ کو اس چیز کے بدلنے پر قدرت نہیں جو اللہ نے مقرر فرمادی۔ تو معنے یہ ہوئے کہ اگر مجھ کو علم حقیقی ہوتا، اس طرح میں اپنی مراد کے واقع کرنے میں قادر ہوتا تو خیر (فائدہ) بہت جمع کر لیتا، (جاء الحق ص ۸۸)

غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا کل غیب......... کوئی نہیں جانتا۔

(جاء الحق طبع ہفتم ص ۹۱)

علم غیب عطائی کو علم غیب کہنا ہی جہالت ہے (جاء الحق)

مولانا احمد رضاخاں کے دادا مرشد

پیر حمزہ شاہ صاحب نے فرمایا

علم غیب خاص رب العزت کی صفت ہے، جو عالم الغیب والشہادہ ہے، اور جو رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب مانے وہ بے دین ہے، اس لیئے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور خفیہ کا علم ہوا تھا، جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے۔

ورنہ جمیع مخلوقات نعوذباللہ عالم الغیب ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کو جو بعطائے الٰہی علم ہوا، آپ نے وہ امت کو پہنچادیا، مثلاً پورا قرآن علم غیب ہی ہے جو ہمارے سامنے اور علم میں ہے۔

(خزینۃ الاولیاء۔ ص ۱۵)

مسلمان بھائیو اور بہنو! جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے دادا مرشد پیر حمزہ شاہ صاحب نے کیا خوب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غیب آپ کے پاس آیا وہ آپ نے امت کو بھی بتادیا اور اس کے مطابق تعلیم دے دی، ورنہ جمیع مخلوقات عالم الغیب کہلائے گی اور ایسا ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتا، پھر فاضل بریلوی کے دادا مرشد نے تو رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لے کر فرمایا کہ جو آپ ﷺ کو پانے کے بعد اسے غیب ہی نہیں کہہ سکتے بلکہ اسے علم غیب کہنا ہی گمراہی ہے۔

قارئین! فاضل بریلوی کے دادا مرشد نے کتنی بڑی بیان فرمائی، خدا کرے کہ آج کل کے بریلوی واعظین و مقررین بھی ایسی حقیقتیں بر سر منبر بیان کریں، تاکہ امت میں جو اس قسم کے مسائل کی وجہ سے

ہے، وہ ختم ہو سکے یہ ایک اہم ضرورت ہے، جسکی طرف حق پرست علماء کو متوجہ ہونا چاہیئے لیکن افسوس کہ بجائے ان حقیقتوں کو سامنے لانے کے اب مقررین جو اپنے کو بریلوی سنی ہونے کا دعوی کرتے ہیں، یہاں تک کہنے لگے ہیں کہ جو حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ کہے وہ کافر ہے۔ فیا للعجب۔

مسئلہ

حاضر و ناظر

انوار ساطعہ میں ہے :۔

ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ روح مبارک ہر محفل میں آتی ہے، (انوار ساطعہ از مولانا) عبد السمیع رامپوری ص ۵۳ مصدقہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی و مولانا غلام دستگیر قصوری۔ طبع مراد آباد)

نوٹ :۔ بریلوی دیوبندی نزاع پر سب سے پہلی کتاب ''انوار ساطعہ'' ہے اس کے جواب میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ایماء پر مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے ''براہین قاطعہ'' لکھی۔

''بانیان محفل میلاد عام طور پر یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے، (انوار ساطعہ ص ۲۰۷)

آج کل کے بریلوی حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ ہر جگہ آپ ﷺ موجود ہیں اور جو کچھ احتیاط کرتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف سے تمام کون و مکان کو پوری تفصیل کے ساتھ دیکھ رہے ہیں، لیکن مولانا عبد السمیع رامپور ''انوار ساطعہ'' میں حاضر و ناظر کے عقیدہ کو دھبہ اور الزام قرار دیتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں۔

''تمام دنیا میں میلاد کی جتنی محفلیں ہو رہی ہیں، وہاں چونکہ درود اور سلام

پڑھا جاتا ہے فرشتے آپ کو آکر درود اور سلام پیش کرتے ہیں تو اس ذریعہ سے آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں شہر میں میلاد کی محفل ہو رہی ہے، بلکہ...... ایک دن پہلے ہی جب میلاد کی محفل کرنے والا شیرینی اور تبرک کا انتظام کرتا ہے، تو امت کے اعمال کی اطلاع دینے والے فرشتے صبح و شام جاکر عرض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کل یا پرسوں میلاد کی محفل کرے گا، پس خبر پالینا رسول اللہ ﷺ کا اس طرح بخوبی ہو سکتا ہے، نہ اہل سنت والجماعت پر یہ دھبہ لگتا ہے کہ یہ لوگ رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں اور نہ یہ کہ حاضر ناظر ان کو جانتے ہیں (انوار ساطعہ ص ۲۰۶)

مسلمان بھائیو اور بہنو! پرانا بریلوی عقیدہ کیا تھا، اس عبارت سے صاف ظاہر ہے، کہ میلاد کی محفل کا علم آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے اطلاع دینے سے ہوتا ہے، پرانے بریلوی عقیدہ میں رسول ﷺ، عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہیں بریلوی اس عقیدہ کو دھبہ اور الزام سمجھتے تھے اور اس لفظ سے چڑتے تھے، آج وہی دھبہ موجودہ واعظین کو ایمان کا نور اور ادب کا نشان نظر آتا ہے۔

حضرات! غور فرمائیں آج عقیدہ میں کتنا انقلاب آگیا کیا اسلامی عقاید بدلنے والی چیزیں ہیں؟

بدعات
ماہ محرم

جناب مولانا سید مسعود قادری صاحب مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی فرماتے ہیں:

موجودہ طریقہ پر تعزیہ داری بدعت سیئہ اور سخت گناہ ہے، اس میں شرکت کرنے والے سب کے سب گناہ گار ہیں، اسی طرح اس فعل پر امداد واعانت کرنے والے سبھی گناہگار ہیں کاغذ بانس اور پتی کی خود ساختہ تصویروں کے سامنے جھکنا اور ان کو امام حسینؓ سمجھ کر مرادیں مانگنا، یہ سب ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح مرثیہ ونوحہ پڑھنا بھی حرام اسی طرح شہادت کا ذکر روایات موضوعہ (گڑھی ہوئی) کے ساتھ کرنا جائز ودرست نہیں، اور اہل سنت والجماعت کو ایسی محافل میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں، جہاں جھوٹی رواتیں بیان کی جاتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں، سبیل لگا کر پانی پلانا ثواب ہے، مگر تعزیہ کے جلسوں میں شرکت کرنے والوں کے لئے مخصوص طور پر سبیل لگانا اعانت علی المعصیت اور گناہ ہے، اسی طرح لنگر کرنا اور کھانے کا سڑکوں وغیرہ پر رکھ کر پھینکنا کھانے کے ساتھ بے ادبی ور نہایت گناہ اور ممنوع ہے۔

تعزیہ کے خلاف

شاہ احمد رضا بریلوی کا فتویٰ

بعض شیعہ حضرات اپنے رسائل، اخبار اور لیکچروں کے ذریعہ ناواقف سنیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعزیہ داری اور اس کے متعلقات کی مخالفت کرنا صرف وہابی علماء کا کام ہے، تعزیہ داری اور عزاداری علماء اہل سنت کے نزدیک صحیح درست بلکہ کار ثواب ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا قلم ساری عمر وہابیت کے خلاف رہا، تعزیہ داری اور اس کے متعلقات کے خلاف مولانا موصوف کی تصریحات پیش کرتا ہوں تاکہ ہر مخالف اور موافق پر یہ حقیقت ماہر ہو جائے کہ تعزیہ کی مخالفت کرنا صرف وہابیوں ہی کا کام نہیں ہے۔

"تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کی طرف دیکھنا ہی نہ چاہئے ،اور صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔

(مسئلہ) محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے، یا نہیں ؟

(جواب) ناجائز ہے، وہ مناہی و منکرات سے پر ہوتے ہیں۔

اور اپنے فتاویٰ موسومہ احکام شریعت حصہ اول ص ۸۹ میں لکھتے ہیں "

محرم میں سیاہ ، سبز کپڑے علامت سوگ ہے، اور سوگ حرام ہے"

(مسئلہ) کیا فرماتے ہیں مسائل ذیل میں، بعض اہل سنت والجماعت عشرہ

محرم میں روٹی پکاتے ہیں نہ جھاڑو دیتے ہیں، کہتے ہیں بعد دفن روٹی پکائی جائیگی، (۲) اس دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے (۳) ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے

(الجواب) تینوں باتیں سوگ ہیں، اور سوگ حرام ہے۔

موصوف کی ایک مستقل تصنیف رسالہ تعزیہ داری کے نام سے بار بار چھپ کر شائع ہو چکی ہے، اس کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

"غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ و فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔

"یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ، کہ گویا خود ساختہ تصاریں بعینہ حضرات شہداء رضوان اللہ علیھم اجمعین کے جنازے ہیں۔

"کچھ اتارا باقی توڑا اور دفن کر دیئے، یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم میں دو وبال جداگانہ ہے، اب تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز ہے، حرام ہے،۔

رسالہ کے صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل سوال جواب مذکور ہے۔

سوال۔ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض با میدِ حاجت براری لٹکانا، اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیسا گناہ ہے؟ جواب! حرام ہے۔

رسالہ کے صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل سوال جواب مذکور ہے۔

سوال۔ بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیسا گناہ ہے؟

الجواب۔ افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع وناجائز ہیں اور صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔

"تعزیہ پر چڑھایا ہوا کھانا نہ کھانہ چاہئے ،اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دیں۔ تو بھی اسکے کھانے سے احتراز کریں۔

ناظرین ! مولوی احمد رضا خاں صاحب کی مذکورہ بالا تصریحات بار بار پڑھیں، اس لئے کہ اور کسی مولوی یا مفتی کو شیعہ حضرات وہابی غیر مقلد کہہ دیں، لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو وہابی ، غیر مقلد کہنے کی جرأت کون کر سکتا ہے۔

(ناچیز محمد عبد السلام خاں قادری، رضوی بریلوی)

(مجلّہ اہلحدیث ۲۴، دسمبر ۱۹۴۳)

عرض !کیا محرم، صفر میں نکاح کرنا منع ہے ؟۔

(ارشاد :۔ نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۴۶)

محرم الحرام کے مہینہ میں روافض کی طرح تعزیئے بنانا، کلاوے پہننا، شہادت نامے پڑھ کر رونا، روافض کی مجلسوں میں شریک ہونا ان کی شیرینی کھانا، ماتمی مجلسوں میں شریک ہونا ہمارے سنی بھائیوں کے عمل میں بھی داخل ہے، فاضل بریلوی ایک فتوے کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال :۔ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا

الجواب

حرام ہے، حدیث میں ہے، رسول ﷺ فرماتے ہیں، من کثر سواد قوم فھو منھم ،وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں، اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے، کہ سنیوں کو شربت دیتے ہیں، اس میں نجاست ملاتے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں قلتین کا پانی ملاتے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ اور ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع کر سکیں گے، ایسی جگہ جانا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلا تقعدوا بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اعالی الا فادہ فی تعز یۃ الھند وبیان الشھادۃ) محولہ رسالہ میں تعزیہ داری کے بارے میں ایک فتویٰ کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے، بینوا توجروا۔

الجواب

عشرہ محرم الحرام اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ وفاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا جائے، ریا و تفاخر اعلانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں، بلکہ چھتوں پر

بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر پیسے لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن...... الخ اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاًبدعت و ناجائز حرام ہے (ایضاً ص ۴، ۳) بدر الانوار۔ فی آب والآثار از مولانا احمد رضا خاں ۱۳۲۶ھ حسنی پریس محلّہ سوداگراں بریلی میں چھپا۔

"کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یونہی مرثیہ ایسی چیزوں کا پڑھنا، سننا گناہ حرام ہے۔ حدیث میں ہے۔

نهی رسول الله صلی الله علیہ وسلم وسلم عن المراثي۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے، رواہ ابوداؤد والحاكم عن عبد الله بن ابی اوفی رضی الله تعالیٰ عنه (اعالی الا فاده فی تعزيته الهند و بيان الشهادة)

مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی نے الی فضہ میں دیگر رسالوں اور کتابوں کے علاوہ فتویٰ رضویہ کی ضخیم بارہ جلدوں میں جگہ جگہ ان کے عقائد باطلہ و مکائد فاسدہ کارد کرتے ہوئے کتاب و سنت کی روشنی میں ایمان افروز باتیں لکھی ہیں، وہ اہل رفض کو جملہ بد مذہبوں میں دین اسلام کے لئے سب سے زیادہ مضر گردانتے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے رافضیوں سے میل جول اور سماجی تعلقات میں اہل اسلام کو احتیاط برتنے کی تلقین کی ہے، لیکن تصویر کا دردناک پہلو

یہ ہے کہ خود کو فخر یہ بریلوی اور سنی کہنے والے بعض علماء نہ صرف یہ کہ محرم الحرام کی فری شرعی رسوم کو رواج دینے میں پیش پیش ہیں، بلکہ رافضیوں کی مجلسوں میں ان کے ذاکروں کے شانہ بشانہ مجلس پڑھتے ہیں، فاضل بریلویؒ نے ایسے علماء کو "مذہب" اور جہنمی "لکھا ہے۔

روافض سے میل جول اور باہمی تعلقات کے بارے میں ایک استفسار کا جواب ملاحظہ ہو۔

عرض، روافض میں شادی کرنا کیسا ہے، آجکل عجیب قصہ ہے کوئی روافض کسی کا ماموں ہے، اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد

ناجائز ہے، ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے، اللہ اور رسولؐ کی محبت جاتی رہی ہے، رب العزت کا ارشاد فرماتا ہے، (واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین)

تجھے اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ، حضور ﷺ فرماتے ہیں، (ایاکم و ایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم) ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں تمھیں فتنے میں نہ ڈالیں، خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے، یاتی قوم لھم نبذ یقال لھم الرافضه لا یشھدون جمعة ولا جماعته و یطعنون علی السلف فلاتجا لسو ھم ولا تواکلوھم ولا تنا کحو ھم واذامر ضوا فلا تعو دوھم واذ ماتوافلا تشھدو ھم ، الحدیث) ایک قوم

آنے والی ہے ان کا ایک بد لقب ہو گا، انہیں رافضی کہا جائے گا، نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا، مر جائیں تو جنازے پر نہ جانا۔

آجکل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں، ان کے مرد یا عورت کا کسی (سنی مرد یا عورت) سے نکاح ہو سکتا ہے ہی نہیں۔

(ملفوظات اعلحضرت حصہ سوم ۱۱۱۱)

اس اقتباس میں فاضل بریلوی نے قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ کی روشنی میں رافضیوں کے عقائد باطلہ ور سوم فاسدہ کے بارے میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس سے کسی بھی تاویل کے ذریعہ اختلاف نہیں کیا جا سکتا ہے، اس مقام پر وہ اہل علم اپنے عقائد کی اصلاح کر لیں جو تعزیہ داری اور دیگر غیر شرعی رسوم محرم الحرام سے شوکت اسلام کا جواز پیدا کرتے ہیں، فاضل بریلوی نے اپنے ایک فتوے میں اس خام خیالی کا جواب دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ گمان غلط ہے کہ تعزیہ داری، ڈھول، تاشے، شمشیر زنی اور پٹے بازی سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے، دراصل ان غیر شرعی حرکتوں سے اسلام رسوا ہوتا ہے۔

یہ تھا، رسوم محرم الحرام کے بارے میں مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کے سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ارشادات کا خلاصہ جسے پڑھ کر ہمارے سنی بھائی اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی ذات ان خرافات میں کس حد تک تعلق رکھتی ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

عظمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

من اجهل ممن يكره التكلم بلفظ العشرة لكونهم يبغضون العشرة المشهود لهم بالجنة و يستثنون عليا و للعجب انهم يوالون لفظ التسعة و يبغضون التسعة من العشرة

ان سے بڑھ کر جاہل کون ہوگا، جو دس کا نام لینا یا وہ کام کرنا جس میں دس کی گنتی آئے، ناگوار رکھتے ہے جن کے لئے نبی ﷺ نے جنت کی شہادت دی، فقط علیؓ کو الگ کر لیتے ہیں، اور عجب یہ کہ وہ نو کا لفظ پسند کرتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو ہی کے دشمن ہیں۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۷)

چاروں خلیفہ کا مرتبہ برابر کہنا خلاف اہل سنت ہے

کسی شخص نے چاروں خلفاء کے مرتبہ کو برابر قرار دیا، تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمایا، یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔

اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے، پھر فاروق اعظم، پھر مذہب منصور میں، عثمان غنیؓ، پھر علی مرتضیٰؓ عنہم اجمعین۔

جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں، ہاں یہ معنی لے کہ چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں برابری ہے، تو حرج نہیں، جیسے لا نفرق بين احد من رسله ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں، بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے، تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض، ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحابہ کرام کا مرتبہ و مقام

اللہ عزوجل نے سورۃ حدید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بہ ایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال

خرچ کیا، جہاد کیا، دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ مشرف بہ ایمان ہوئے، پھر فرمایا وکلا وعد الله الحسنی (دونوں فریق فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد والوں) سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

او لئك عنها مبعدون لا يسمعون حسيسها وهم فى ما اشتهت انفسهم خالدون ، لا يحزنهم الفزع الاكبر وتتلقاهم الملئكة هذا يومكم الذى كنتم توعدون

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے، قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ تمھارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات جھوٹی ہیں، ارشاد الٰہی کے مقابل میں پیش کرنا اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اسکا منھ بھی بند کر دیا، دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

والله بما تعملون خبیر۔ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ کروگے باایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد جو کوئی بکے اپنے منھ کھائے خود جہنم میں جائے۔ (احکام شریعت ج ا۔ صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

امیر معاویہؓ کے دل میں رسول اللہ کا احترام۔

ایمان لانے کے بعد حضرت معاویہؓ خدمت نبوی سے جدا نہ ہوئے، ہمہ وقت پاس رہتے، اور وحی الٰہی کی کتابت کرتے، حضور رسول اکرم ﷺ کا ان کے دل میں جو احترام تھا، وہ حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی جاری رہا، (الملفوظ جلد سوم، صفحہ ۴۲ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک صحابی

عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی، جب وہ (دمشق) تشریف لاتے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سروقد ہو جاتے۔ (اس لیے کہ یہ حضور اکرم سے کچھ مشابہ تھے۔

کن کن لوگوں کی خلافت راشدہ کی تھی ؟۔

ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولیٰ علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی خلافت راشدہ تھی، اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت راشدہ ہو گی۔

صحابہ کرام کو برا کہنے والے کے پیچھے نماز حرام ہے۔

بعض لوگ صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو برا کہتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریم مکروہ ہے، کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب ہے۔ (احکام شریعت جلد اول صفحہ ۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے، ہمارے دلوں میں اپنی، اپنے حبیب کی اپنے حبیب کے آل و اصحاب کی سچی محبت و عقیدت بھر دے، اور جملہ مسلمانوں کے دلوں کو صحابہ کرام کی عداوت و نفرت سے پاک کر کے، اس کی جگہ الفت پیدا کر دے (آمین)

بدعات

ماہ صفر

"ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ کی)"

عرفان شریعت میں ہے

مسئلہ ۴۰، ۴۱ علماء دین متین وارثان حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسائل ذیل میں کیاارشاد ہے۔

ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس میں غسل صحت فرمایا، اس بنا پر تمام ہندوستانی مسلمان اس دن کو روز عید سمجھتے ہیں، اور غسل و اظہار فرح و سرور کرتے ہیں، شرع مطہرہ میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں۔ المستفتی ابو المساکین ضیاء الدین متوطن پیلی بھیت۔

جواب :۔ یہ محض بے اصل ہے۔

(عرفان شریعت حصہ دوم ص ۴۲، ۴۳ از مولانا احمد رضا)

احکام شریعت میں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز رسول کریم ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی، بنابریں اس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تیار کرتے ہیں، اور جنگل کی سیر کو

جاتے ہیں، علیٰ ہذ القیاس، مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں، کہیں اس روز کو نجس ونا مبارک جان کر پرانے برتن گلی میں توڑ ڈالتے ہیں، اور تعویذ و چھلے چاندی اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ ﷺ مریضوں کو استعمال کرائے ہیں، وغیرہ یہ جملہ امور بر بنائے صحت پانے رسول اللہ ﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے یا کہ نہیں ؟ اور فاعل و عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔

الجواب! آخری چہارم شنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت پائی حضور سید عالم ﷺ نے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن بتائی جاتی ہے، اور ایک حدیث شریف مرفوع میں آیا ہے۔

اخر اربعاء من الشهر يوم نحس مستمر

اور مروی ہوا کہ ابتدائے ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتنوں کو توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے، بہر حال یہ سب باتیں بالکل بے اصل و بے معنیٰ ہیں واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
(احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۹۳۔ ۱۹۴ از مولانا احمد رضا بریلوی)

بھائیو! یہ ہے آخری چہارم شنبہ، جس کی بابت مولانا احمد رضا کا فتویٰ آپ نے پڑھ لیا، جو کسی تشریح کا محتاج نہیں، کیا بریلوی حضرات اس فتویٰ کا احترام کرتے ہوئے قوم کو رسومات و بدعات کی دلدل سے نکالنے کی مخلصانہ کوشش فرما دیں گے۔

ذرو خدا سے ہوش کرو اور مکر و ریا سے کام نہ لو
یا اسلام پہ چلنا سیکھو یا اسلام کا نام نہ لو

عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے

احکام شریعت ہے :۔

مسئلہ ۲۷ :۔ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں، وہاں بیٹھتی ہیں تو اس میں ان کا ٹھہر جائز ہے یا نہیں؟

فتاویٰ افریقہ میں ہے

و یستحب زیارة القبور للرجال و تکره للنساء

(ترجمہ) مردوں کے لئے قبرستان جانا مستحب اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔

پھر تاتارخانیہ میں امام قاضی سے سوال ہوا،

کیا عورتوں کا قبرستان کا جانا جائز ہے؟

فرمایا۔

"ایسی بات میں جائز و ناجائز نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہو گی؟

خبردار! جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔

اور جب قبر پر آتی ہے، میت کی روح لعنت کرتی ہے، ور جب پلٹتی ہے اللہ

کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔

(السنية الانيقه فی فتاویٰ افریقہ رضوی پریس بریلی ص ۱۶۷ مطبوعہ ۱۳۳۶ھ ملفوظات، حصہ دوم، رسالہ جمل النور ص ۱۶ تا شر ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ لاہور۔ رسائل السنہ)

جاء الحق میں ہے

اس طرح عرس ہے کہ عورتوں کا وہاں پر جانا حرام ہے، ناچ رنگ حرام ہیں۔ (جاء الحق ص ۲۸۸)

خواتین وناظرین! ہے کوئی مقرر اور واعظ عقیدت مندان فاضل بریلوی جوان حقائق کو بر سر منبر بیان کرے، آج بزرگوں کے مزارات کی رونق ہی عورتوں کی آمد سے ہے کوئی عرس اور میلہ عورتوں کے ہجوم سے خالی نہیں ہے اور پھر عورتیں جس طرح بن ٹھن کر عرسوں اور مزاروں اور میلوں میں جاتی ہیں وہ بالکل عیاں ہے، فاضل بریلوی نے سچ فرمایا کہ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آج اگر بریلوی واعظ عورتوں کا مزاروں پر جانا بند کردیں تو گویا کہ عرس و میلہ وغیرہ ہی ختم ہو جائے اور ان لوگوں نے بزرگوں کے مزار اور مدفن کو جو دکان بنا رکھی ہے اس کی بساط ہی الٹ جائے اور ان کا کرو فر اور کاروبار ہی ختم ہو جائے۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! آج کل بزرگوں کے مزارات ومدفن بے حیائی کے اڈے بنے ہوئے ہیں، ان مقامات کے تقدس کے قائم کرنے کے لئے خواتین کی بھیڑ کو مزارات پر جانے سے روکنا از حد ضروری ہے، اب اس سے اندازہ لگایئے کہ جو لوگ بسوں میں بھر بھر کر خواتین کو عرسوں میں شرکت کے لئے لے جاتے ہیں، کتنا بڑا گناہ کرتے ہیں۔!

قبر پر قرآن حکیم کا پڑھانا منع ہے

احکام شریعت میں ہے :۔

مسئلہ : بعض دفن کر دینے میت کے حافظ کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں، اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں، پس اس طرح کی اجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہیے یا نہیں ؟

الجواب :۔ تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے، (احکام شریعت اول ص ۶۳)

مولانا عبد السمیع رامپوری نے فرمایا

اگر حافظوں کو مزدوری دے کر قرآن پڑھوا دیں، یہ البتہ مکروہ ہے، اس کی تصدیق کتب فقہ میں موجود ہے۔

(انوار ساطعہ ص از مولانا عبد السمیع رامپوری، مصدقہ مولانا احمد رضا طبع مرادآباد)

بہار شریعت میں ہے

ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے

لئے بغرض ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے، کہ یہاں اخلاص کہاں؟ بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھنا بھی نہیں، اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں، پھر میت کے لئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا؟

اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب اور نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں، بعض مرتبہ پڑھنے والے کو پیسے نہیں دیئے جاتے، مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک طرح کی اجرت ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط کا حکم دیا جاتا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۲۴۰ از مولانا امجد علی صاحب مصدقہ مولانا احمد رضا خاں)

عـرس
اور
قـوالی

احکام شریعت میں فرمایا:۔

مسئلہ:۔ ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ ہجری۔

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ میں آج جس وقت سے رخصت ہوا، اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا، چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلا گیا۔ وہاں جاکر کیا دیکھتا ہوں۔ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں، اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں، یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں، کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے۔ اور یہ حاضرین جلسہ گنہ گار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں، ؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہ گار ہیں، اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے، اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف نہیں۔ بلکہ حاضرین میں سے ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا، ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا۔ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے، اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے بجاتے، لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

كما قالوا في سائل قوى ذى	جیسے کہا ہے فقہا نے اس سائل کے
مرة سوى ان الاخذ و المعطى	بارے میں جو طاقت ور، تندرست ہو
اثمان لانهم لولم يعطوا لما	کہ ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے
فعلوا فكان العطاء هو الباعث	والا دونوں گنہ گار ہیں، کیوں کہ دینے
لهم على الاستر سال فى	والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گداگری کا
التكدى و السؤال وهذا كله	مذموم کاروبار نہ کریں، پس ان کی عطا
ظاہر على من عرف القواعد	ان کی گداگری کا باعث بنی اور یہ سب
الكريمة الشرعيه ، و بالله	قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے،
التوفيق۔	اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذالك من اجور هم شيئاً ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذالك من آثا مهم شيئا.

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کی اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے، اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اسکے بتانے پر چلیں ان سب کے برابر اسیر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

(رواه الأ ئمه احمد و مسلم و الاربعة عن ابى هريره رضى الله عنه)

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، ازاں جملہ اجل واعلی حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

لیکونن فی امتی اقوام یستحلو ن الحروالحریر و الخمر و المعارف ۔" حدیث صحیح"

ترجمہ۔ ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشمی لباس، شراب اورباجوں کوحلال ٹھرائیں گے۔

بعض جہال بد مست یانیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادہ بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل قصے یا متشابہ پیش کرتے ہیں، انھیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے سامنے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے، پھر کہاں قول، کہاں حکایت فعل۔ پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے، اور یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے، کہ ہوس بھی پالیں، اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذاللہ اسکی تہمت محبوبان خدا، اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں، نہ خدا سے خوف، اور نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں، حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنھم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں۔

"مزامیر حرام است"

مولانا فخرالدین زراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے حضور محبوب الٰہی کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں

رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا، اس میں صاف۔ صاف ارشاد فرمایا۔

اما سماع مشائخنا رضی الله تعالیٰ عنهم فبرئی عن هذ ہ التهمۃوھومجردصوت القوال مع الاشعار المشعر من كمال صنعة الله تعالیٰ''

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا سماع۔ اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے، وہ صرف قوال کی آواز ہے، ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ فرید الحق والدین گنج شکر و حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کتاب مستطاب سیر الاولیاء، میں فرماتے ہیں۔

'' حضر ت سلطان المشائخ قدس الله سره العزیزی فرمود كه چند ایں چیز می باید تاسماع مباح می شود، مسمع و مستمع و مسموع و آله سماع مسمع یعنی گوئنده مرد تمام باشد، کودك نباشد و عورت نباشد ، مستمع آنکه شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچه بگوئند، فحش و مسخر گی نباشد و آله سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں ، می باید که در میان نباشد ایں چنیں سماع حلال است.

'' حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند

شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا، کچھ شرطیں سنانے والے میں، کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے کچھ آلہ سماع میں،

"سنانے والا کامل مرد ہو چھوٹا نہ ہو اور عورت نہ ہو، سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھا جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کا نہ ہو، اور آلات سماع یعنی مزامین جیسے سارنگی اور باب وغیرہ ، چاہئے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو، اس طرح کا سماع حلال ہے۔

یہ فتویٰ ہے سرور سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے۔

" یکے بخدمت حضرت شیخ المشائخ عرض داشت کہ دریں روز ہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمع کہ چنگ ورباب و مزامیر بود رقص کردند، فرمود نیکو نکر دہ اند، آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است ، بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیرون آمدند ، بایشاں گفتند کہ شما چہ کردید، درآں مجمع مزامیر بود سماع چگو نہ شنیدید و رقص کردید، ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع، بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یانہ ، حضرت شیخ المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا باید"

"ایک آدمی نے حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ ورباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا، فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا، جو چیز شرع میں ناجائز ہے نا پسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا، جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی، لوگوں

نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا، وہاں تو مزامیر تھے، تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا، انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا، یہ جواب کچھ نہیں، اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانوں !۔ کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر نا جائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی، کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے یا شراب پئے اور کہہ دے کہ شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہہ دے کہ غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی، اسی میں ہے :۔

"حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد ودریں باب بسیار غلو کرد تا حدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن، پس پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہومی ماند تا ایں غایت از ملاہی وامثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است، پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است"

(اھ باختصار)

"حضرت شیخ المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا، یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور

عورت سبحان اللہ نہ کہے کیوں کہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہئے گا، بلکہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہو گا بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارے جب یہاں تک لہو ولعب کی چیزوں اور ان جیسی چیزوں سے پرہیز آتی ہے تو سماع میں بطریق اولی منع ہیں"

قارئین! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کہ صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، للہ انصاف! کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین اله الحق آمین بجاھھم عندك آمين و الحمد الله رب العالمين کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔

(عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ)

حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ نے اپنے دور کی ہر قسم کی خرابیوں اور گمراہیوں کے خلاف پوری قوت سے قلمی جہاد کیا ہے، جس پر آپ کی تصانیف شاہد ہیں، مولانا موصوف نے اپنے فتاویٰ میں جہاں اصلاح عقاید پر بہت زور دیا ہے، وہاں اصلاح عمل پر بھی پوری توجہ دی ہے، لیکن افسوس کہ آپ کے ایسے فتوؤں کی اشاعت کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی۔

ملفوظات میں ہے۔

عرض :- کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہو کر گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے۔

ارشاد :- واقعہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی، اب تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں، حالانکہ اس وقت بارگاہ ہوں میں مزامیر بھی نہ تھے، حضرت سید ابراہیم ایرلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں، باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے، ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے، حضرت سید ابراہیم ایرلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، تم جاننے والے ہو، مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں، انھوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں، ایں بد بختاں وقت مارا پریشان کردہ اند، وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا، (ملفوظات مولانا احمد رضا خاں بریلوی حصہ اول ص ۱۰۱ طبع مدینہ پبلشنگ، ایم، اے جناح روڈ کراچی ۱)

ہادی الناس فی رسوم الاعراس

میں

فرمایا

امام مجاہد کہ اَجلہ تلامذہ سلطان المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں آیۃ کریمہ من یشتری لہو الحدیث۔ پارہ ۲۱۔ سورہ لقمان رکوع ۱۔

"آواز شیطان را بغناء مزامیر تفسیر کردہ است ص ۹"

مولانا مصطفےٰ رضا قادری نے فرمایا

حیف صد حیف کہ اس زمانہ میں اعراس یعنی عرسوں کو میلہ بنالیا گیا ہے، رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے، ڈھولکی طبلہ کھڑکتا ہے، ہارمونیم بجتا ہے، اور طرہ یہ کہ ان افعال کو جائز بلکہ قرب الی اللہ کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے، منع کرنے والوں پر لعن طعن کی جاتی ہے، عوام تو عوام مزامیر کے سننے سے انہیں پرہیز نہیں ہوتا بلکہ شوق ہوتا ہے، حالانکہ مزامیر حرام قطعی ہیں، مولانا احمد رضا خاں بریلوی ۲۳ جماد الاولیٰ ۱۳۴۳ھ جس کو جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی نے چھپوایا)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا

فان حضره منكر كالطبل والمزمار والعود والناء والشربوق والشبابةوالرباب و المغا نی و الطنابير و الجعران الذی یلعب به

الترك لا يجلس هناك لان جميع ذ لك محرم

اگر موقع دعوت پر وہ چیزیں جو بموجب حکم خداوندی منع ہیں،موجود ہوں، مثلاً ڈھول یاباانسری وبربط وشہنائی وشربوک وشابہ ورباب وب جابجانے والے یا بند اناچنے والا ، کیوں تحقیق یہ تمام چیزیں حرام ہیں تو اس جگہ نہ بیٹھے اور اٹھ کر چلا آئے۔

ہے کوئی مرد مجاہد ان خرافات ولغویات کی بر سر منبر تردید کرنے والا ،اور عملاً ایسی مجلسوں، محفلوں اور عرسوں ، میلوں بیاہ شادی کے مجمعوں سے قطع تعلق کرنے والا ؟

قبر کا اونچا بنانا

خلاف سنت ہے

ملفوظات میں ہے :۔

عرض :۔ قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے ؟ ارشاد :۔ خلاف سنت ہے میرے والد ماجد والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھے۔ ایک بالشت سے اونچی نہ ہوگی۔

(ملفوظات حصہ سوم ص ۸۶ مطبوعہ کراچی)

الذبدۃ الزکیہ میں فرمایا

"قبر کے اوپر چنائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منھ کرنا سب منع ہے ، رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔ ص ۲۵

شفا الوالہ میں ہے

"بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے" ص ۱۰۔

ہدایہ میں ہے

یکرہ الآجرو الخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلى

پختہ اینٹوں اور لکڑی استعمال قبر پر نا جائز ہے کیوں کہ یہ چیزوں پائیداری اور مضبوطی کی خاطر ہوتی ہیں اور قبر تو ویران اور غیر آباد جگہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

لاالا جر و الخشب ویکرہ ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبرویسنم القبر قدر الشبر و لا یر بع ولا یجصص ویکرہ البناء علی القبر (فتاویٰ عالمگیری جلد ص ۱۷۲)	قبر پر پختہ اینٹیں اور لکڑی نہ لگائیں اور جو مٹی قبر سے نکلی ہو اس سے زیادہ نہ ڈالیں، اور قبر کو ہان نما کریں صرف ایک بالشت اونچی رکھیں اور وہ چبوترے کی طرح چوگوشہ نہ کریں پختہ نہ کریں اور قبر پر کوئی عمارت نہ بنائیں۔

شیخ عبد القادرؒ جیلانی نے فرمایا

لایرفع القبر من الارض قدر شبر ویسن تسنیم القبر دون تسطیہ وان جصص کرہ (غنیۃ الطالبین عربی اردو ص ۶٤٠ مطبوعہ نول کشور)	قبر کو زمین سے بالشت برابر بلند کیا جائے اور قبر کو (بالشت برابر بلند کر کے) کو ہان نما کیا جائے ، چوگوشہ مت کریں، اور پختہ بنانا مکروہ۔۔۔ (ناپسندیدہ) ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی جلالت قدر کے مولانا احمد رضا خاں بریلوی زبردست قائل ہیں ، اور "غنیۃ الطالبین" کے بارہ میں کہ یہ حضرت الشیخ علیہ الرحمہ کی ہی تصنیف ہے، اس سلسلہ میں ہماری تالیف مرشد جیلانیؒ کے ارشادات

حقانی کا مطالعہ کیا جائے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا

گور رابلند نہ کردی وبران بنا از سنگ و خشت وغیرآں نہ کردی و بگچ نہ گل سخت نہ کردی و بالائے گور عمارت وقبہ نہ ساختی وایں مجموعہ بدعت است مکروہ، (مدارج النبوت جلداول ص ۴۲۰ مطبع نول کشور مصدقہ مولانا احمد رضا بریلوی

(خیر القرون میں) قبر کو بلند نہ کرتے اور اس پر عمارت اینٹ اور پتھر سے نہ بناتے اور گچ اور مٹی سے اسے مضبوط نہ کرتے اور قبر پر عمارت قبہ نہ بناتے، یہ تمام کام بدعت ہیں اور ناپسندیدہ۔

نبی کریم، صاحب خلق عظیم، رؤف عظیم، رؤف رحیم ﷺ نے قبروں کی زیارت کا حکم اس لئے دیا تاکہ صاحب قبر کے لئے دعاء مغفرت ہو اور کچی وغیر بلند قبر کو دیکھ کر موت یاد آئے دنیا کی بے ثباتی کا یقین ہو اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو، فکر آخرت قائم ہو، ایمان اور اعمال صالحہ واخلاق حسنہ اختیار کئے جائیں، دین داری اور پرہیز گاری کو شعار بنایا جائے، اللہ کے احکام کی پابندی ہو اور غیر شرع کاموں کو چھوڑا جائے، لیکن قبر اگر پکی ہے اور بلند ہے، سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے، اس پر بڑا خوبصورت اور ریشمی غلاف پڑا ہے چاروں طرف بجلی کے چراغ ہیں، قبر کا ماحول جگمگ جگ مگ کر رہا ہے، تو ایسی حالت میں قبر کو دیکھ کر کب دنیا کی بے ثباتی کا نقش دل پر قائم ہوگا، اور دنیا سے محبت کم ہو گی ایسا ریشمی لباس تو صاحب قبر نے دنیا میں خلاف شرع ہونے کی وجہ سے زندگی بھر استعمال نہیں کیا، اب اس کی قبر پر یہ غلاف ایک نئی بہار اور رونق پیش کر رہا ہے،

اسی لئے تو ان تمام باتوں سے منع کیا گیا، اور صاف فرما دیا کہ قبر کچی ہو اور ایک بالشت یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ بلند نہ ہو، جب اصل قبر کی یہ ہیئت ہے تو اس کے اردگرد سنگ مرمر کی رنگارنگ فلک بوس عمارت کیسے بنائی جاسکتی ہے، اسی لئے تمام اماموں اور بزرگوں اور محدثوں اور فقیہوں نے اس کو منع لکھا ہے

جزاھم اللہ احسن الجزا فی الدنیا والاخرہ۔

میت کی طرف سے صدقہ

غنی کو نہ دیں :۔

" میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو نہ دے نہ غنی لے 'احکام شریعت ص ۸۸ از مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

غنی نہ کھائے۔

" مردہ کا کھانہ صرف فقراء کے لئے ہے، "غنی نہ کھائے، (احکام شریعت ص ۸۹)

برادری کو نہ بلائے

" محتاجوں کو چھپا کر دے، یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کو دعوت ہوتی ہے، ایسانہ کرنا چاہیئے" (ملفوظات مولانا احمد رضا حصہ سوم ص ۶۵ طبع کراچی)

محتاجوں کو دیں

" صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے، اور یہ بھی حدیثوں میں ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہنچنے کا منتظر رہتا ہے اور جو کچھ کھانا کیا جائے، محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے، غنی لوگ اس میں سے نہ لیں باقی جو بے ہودہ باتیں لوگوں نے نکالیں ہیں، مثلاً اس میں

شادی کے سے تکلف کرنا، عمدہ عمدہ فرش بچھانا، یہ باتیں بیجا ہیں، اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن (یعنی فوت ہونے کے دن) زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے (الحجۃ الفاتحہ از مولانا احمد رضا ص ۱۳)

سوم کے چنے

(۱) سوم کے چنے فقراء ہی کھائیں، غنی کو نہ چاہئے غنی ہو ان کے والدین منع کریں، (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۲۷) مردے کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہو، عام دعوت کے طور پر جو دعوت کرتے ہیں طعام میت کے متمنی رہتے ہیں ان کا دل مر جاتا ہے، ذکر و اطاعت الٰہی کے لئے حیات و چستی ان میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اسکی لذت میں شاغل (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۳) نیز فرماتے ہیں جو ان چیزوں کا منتظر رہتا ہے، ان کے نہ ملنے پر ناخوش ہوتا ہے، اس کا دل سیاہ ہوتا ہے، فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں سکتا اور لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے۔

عرفان ہدایت میں ہے

فی زمانہ سوم، وہم چہلم وغیرہ میں عوام مثل شادی بیاہ کے اعزا، اقربا، احبا کی بلا لحاظ اس کے کہ وہ غنی نہ ہوں، دعوتیں کرتے ہیں اور یہ فعل مذموم و نا محمود ہے، جو کچھ بھی پکایا ہو غرباء و مسکین کو دیا جائے کہ وہی اسکے مستحق ہیں، غرباء و مساکین کو جھڑک کر دینا نہایت برا ہے، و عرفان ہدایت ص ۷۳ مصدقہ مولانا

مصطفے رضا جماعت مبارکہ رضائے مصطفے بریلی نے چھپوایا)

ناظرین و خواتین ! آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ تیجہ، ساتواں، چہلم، ششماہی، نوماہی سالانہ ختم پر امراء اغنیاء اور رءسا کو بلاتے ہیں، اور یار دوستوں کو اکھٹے کرتے ہیں، اچھے اچھے پر تکلف کھانے پکتے ہیں، خیمے لگائے جاتے ہیں، دریاں بچھائی جاتی ہیں، مردوں اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے، میلہ سا لگتا ہے، بیاہ شادی کا منظر ہوتا ہے، غریب، مسکین، محتاج دیکھنے کو نہیں ہوتا، بس کسی مدرسہ سے چند طلباء بلالئے، بس کھاؤ کھلاؤ پیو پلاؤ کا مظر ہوتا ہے۔

ہمارے ایک ملنے والے تھے۔ ان کے ایک عزیز بڑی عمر کے انتقال کر گئے۔ ان کا چالیسواں ہوا، برادر اور دوستوں کو بلایا گیا، ہم نے دوسرے روز ان سے پوچھا آپ نے محتاجوں، غریبوں کو بھی بلایا تھا، کہنے لگے، گلی میں جو چند پیشہ ور بھکاری تھے امراء و اغنیاء کا بچا کچھا کھانا ان کو دے دیا تھا۔ فیا للعجب۔

اہل میت کے ہاں اجتماع وقیام منع ہے

سوال۔ اکثر بلاد میں رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ واحباب کی عورتیں اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں، اس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے، پھر کچھ دوسرے، تیسرے دن واپس آتی ہیں، بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس قدر اقامت میں عورت کے کھانے، پینے، چھالیا، پان کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیربار ہوتے ہیں، اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو اس ضرورت سے قرض لیتے ہیں یو نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں، اگر نہ کریں تو مطعون وبدنام ہوتے ہیں، یہ شرعا جائز ہے کیا۔؟

الجواب :۔ سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے کیا؟ یوں پوچھو کہ یہ ناپاک رسم کتنے کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے،

(جلی الصوت ص ۱۲ از مولانا احمد رضا بریلوی)

اہل میت کے ہاں سے کھانا منع ہے

میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کئے جاتے ہیں

سب مکروہ و ممنوع ہیں، علامہ شامی در مختار میں فرماتے ہیں، یہ سب نا موری اور دکھاوے کے کام ہیں، ان سے احتراز کیا جائے، اس دعوت کا کھانا بھی منع ہے غالباً ورثہ میں کوئی یتیم اور نابالغ ہوتا ہے، یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے، نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو امر سخت شدید پر متضمن ہوتا ہے، اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے۔ (جلی الصوت ص ۳۔۴)

میت کا کھانا

مسئلہ :۔ میت کے گھر والے تیجہ چالیسواں وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بری بدعت ہے، شرع میں دعوت خوشی کے وقت ہے نہ کی غم کے وقت لیکن اگر فقیروں، محتاجوں کو کھلائیں تو جائز ہے ۔البتہ جب وہ مال بٹ جائے تو جو چاہے اپنے حصے سے کرے (دخانیہ وغیرہ) مسئلہ :۔ میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لئے اس دن اور رات کے لئے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں (ردالمختار و بہار) مسئلہ :۔ میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے (کشف الغطاء و بہار شریعت) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ، عالم گیری (و بہار) قانون شریعت مکمل ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا

عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آن و ریں مجموع بدعت است ،اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام ، (مدارج النبوت ج ا ص ۴۲۱ طبع نول کشور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مصدقہ مولانا(احمد رضا)

(سلف صالحین) کی عادت نہ تھی کہ میت کے لئے جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختم پڑھیں نہ میت کی قبر پر اور نہ کسی اور جگہ (یعنی میت کے گھر یا مسجد میں) یہ تمام امور بدعت ہیں اور تیسرے دن خاص طور پر اجتماع کرنا اور دیگر تکلفات (یعنی عمدہ عمدہ کھانے پکانا، دریاں بچھانا، شادی کا سا ساماں پیدا کرنا) کا ارتکاب کرنا اور میت کی بغیر وصیت کے یتامیٰ کے حق سے مال خرچ کرنا بدعت ہے اور حرام۔

شاہ احمد رضا بریلوی نے فرمایا

غصب ، چوری ، رشوت ، سود کی طرح اجرت پر تلاوت قرآن ، وعظ وتذکیر اور میلاد خوانی کی اجرت (فیس) حرام کمائی میں شمار ہے (خیر الآمال ص ۳)

(۲) نیز فرمایا زید (واعظ) نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصا راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز و حرام ہے ان کا لینا ہر گز جائز نہیں ، اس کا کھانا صراحتاً حرام کھانا ہے ، اور اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپس کر دے ، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دے ، پھر پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں کو تصدق کرے اور اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۹۵)

(۳) روایات موضوعہ کا پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام۔ ایسی مجلس سے اللہ عزوجل اور حضور ﷺ کمال ناراض ہیں، ایسی مجلس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں، یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار، اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال اور خود اس کا اپنا گناہ اس کے علاوہ اور ان حاضرین و قاری (واعظ) سب کے برابر گناہ۔ اور ایسی مجلس کے بانی (اور منتظم) اور اپنا گناہ خود اس پر طرہ (زائد)

(۴) حضور ﷺ پاک و منزہ اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا، والعیاذ باللہ رب العالمین (فتاویٰ رضویہ جلد ص ۲۱۸)

حضرت مجدد الفؒ ثانی نے فرمایا

ا۔ ان لوگوں کی صحبت سے بھی بچنا چاہئے، یہ سب فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہوا انہی لوگوں کی کم بختی ہے کہ انھوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو برباد کردیا۔

۲۔ کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسود اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بھکانے سے ہاتھ کو تاہ کیا ہوا ہے، اس نے اس کا سبب پوچھا، لعین (شیطان) نے کہا اس وقت کے برے علماء میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بھکانے کے ذمہ دار بن چکے ہیں، (مکتوبات دفتر حصہ سوم مکتوبات۔ ۲۱۳۔ ۱۵۶)

حضرت مولانا امجدؒ علی نے فرمایا

۱۔ ایصال ثواب جائز بلکہ محمود البتہ کسی معاوضہ پر ایصال ثواب کرنا مثلاً بعض لوگ کچھ لے کر قرآن مجید کا ثواب پہنچاتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ پہلے جو پڑھ چکے اس کا معاوضہ لیا تو یہ بیع ہوئی، یہ بیع قطعاً باطل وحرام اور اگر اب پڑھے گا اس کا ثواب پہنچائے گا تو یہ اجارہ ہوا اور اطاعت پر اجارہ باطل، سوا ان تین چیزوں کے جن کا بیان آئے گا، (بہار شریعت ۲/۶ ص ۱۵۴ تین یہ ہیں تعلیم القرآن وفقہ، اور اذان وامامت ۳

۲۔ تلاوت قرآن پر اجارہ جس طرح قدماء کے نزدیک ناجائز ہے متاخرین کے نزدیک بھی ناجائز ہے، لہذا سوم وغیرہ کے موقع پر اجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گناہ گار۔ اسی طرح اکثر لوگ ۴۰ روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب کراتے اگر اجرت پر ہو یہ پڑھوانا ناجائز ہے، بلکہ اس صورت میں ایصال ثواب بے معنی بات ہے کہ جب اللہ کے لئے عمل نہ ہو تو ثواب کی امید بے کار ہے، مقصد یہ ہے کہ ایصال ثواب جائز بلکہ مستحسن ہے، مگر اجرت پر تلاوت قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب نہیں ہو سکتا، بلکہ پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھیں اور ایصال ثواب کریں یہ جائز ہے (۳) ختم پڑھنے کے لئے اجارہ کرنا ناجائز مثلاً کوئی آیت کریمہ کا ختم کرتا کوئی خواجگان پڑھواتا کوئی کلمہ طیبہ کا ختم کرواتا ہے، یہ سب کام اجرت پر کروانا ناجائز ہیں، (بہار شریعت جلد ۳۹۱۴، جلد ۱۶، ۲۴۰۲۳۹)

بزرگان اہل سنت والجماعت

کا

فتویٰ

اذان سے قبل صلوٰۃ، تسمیہ تعوذ بلند آواز سے پڑھنا غیر مشروع ناجائز اور بدعت ہے

بزرگان اہل سنت والجماعت کے اسماء گرامی

۱۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب

۲۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ

۳۔ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور

۴۔ مرکز اہل سنت والجماعت دار العلوم حزب الاحناف

سوال

آج کل ہم اہلسنت والجماعت کی تمام مساجد میں بآواز بلند اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اور بعض موذنین صلوۃ و سلام سے بھی پہلے اعوذ اور بسم اللہ اور آیت ان الصلوۃ تنھی عن الحشاء والمنکر۔ یا کوئی اور آیت پڑھتے ہیں اور پھر صلوۃ و سلام اور پھر اذان پڑھتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب

اذان سے قبل اعوذ پڑھنا نہیں ہے، اس کا حکم قرآن شریف کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جب قرآن شریف پڑھنا چاہو تو اعوذ پڑھ لیا کرو، اس کے سوا کسی چیز سے پہلے اعوذ پڑھنے کا حکم نہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر نیک کام کے اول پڑھنا باعث برکت ہے لیکن اونچی آواز سے اور مزید بر آں لاؤڈ سپیکر میں پڑھنا فضول ہے، آہستہ سے پڑھنا کافی ہے، قرون اولیٰ میں بلکہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کہیں بھی اذان کو اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا معہود نہیں ہے، ایسے ہی اونچی آواز سے بالالتزام صلوۃ وسلام اذان سے قبل پڑھنا اور اس کو عادت بنانا مشروع نہیں ہے، در اصل یہ زوائد وہابیوں، دیوبندیوں کی ضد سے یا نعت خواں قسم کے موذنین نے پیدا کئے ہیں، از منہ سابقہ میں سب قارئین جانتے ہیں کہ اذان اس زوائد سے خالی ہوتی تھی، اگر ہمارے علماء عوام کی تائید میں کہ اب وہ اس راستہ پر چل پڑے ہیں، غور و فکر سے اس کو جائز ثابت کر بھی دیں تو صرف جائز ہی ہوگا، مستحب یا مندوب یا افضل نہیں ہوگا، باقی رہ گئی یہ بات کہ اس پر ثواب بھی ہوگا، ؟ یہ بات تب ہو کہ وہ مستحب ہو، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ سے اس کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے لکھا کہ

"اذان کے بعد جب جماعت کا وقت ہو تو کسی شخص یا موذن کا بطور تثویب کے صلوۃ وسلام پڑھنا بہتر ہے یعنی اذان کے بعد صلوۃ وسلام کی وجہ ہو سکتی ہے، پہلے نہیں اور اس رسم کا جو اسلام میں معہود نہیں تھی، جہلاء بڑھاتے چلے جا رہے ہیں، اور علماء کرام خاموش ہیں، پتہ نہیں کیوں ؟ یہ عظیم المیہ ہے (حوالہ، انوار

(الصوفیہ، علامہ غلام رسول گوہر ایڈیٹر، ماہ جنوری ۱۹۷۸ء شمارہ نمبر ۴۰)

سوال

حضرت مولانا محمد حسین نعیمی صاحب السلام علیکم

گذارش ہے قرآن وسنت کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ پنج وقت نماز کے لئے جو اذانیں دی جاتی ہیں ان سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بآواز بلند بھیجنا مسنون ومشروع ہے؟ جیسا کہ ہمارے ہاں معمول بنتا جارہا ہے نماز فجر سے پہلے ہمارے محلّہ کی مسجد میں سے تین یا ساڑھے تین بجے ہی لاؤڈ سپیکر پر صوفیاء کا کلام یا کوئی اور کلام سنانا شروع کر دیا جاتا ہے کبھی کبھی درود وسلام کو بھی سنایا جاتا ہے کیا محلّہ والوں کو تین یا ساڑھے تین، بجے ہی جگا دینا اسلامی طریقہ ہے؟ صحیح فتوٰی دے کر عند اللہ ماجور ہوں (السائل محمد حنیف باغبانپورہ جی ٹی نمبر ۲۲۵ لاہور)

الجواب ہوالموفق للصواب

درود شریف پڑھنا مسلمان کے لئے ذریعہ نجات اور وسیلہ شفاعت ہے قرآن کریم میں واضح طور پر ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ محبت اور عظمت رسول کے لئے درود شریف پڑھا کریں، نماز کے اندر بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اس لئے کوئی صحیح العقیدہ مسلمان درود شریف سے گریز نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ایسا کرے تو یہ اس کی بد نصیبی ہوگی، اذان کے کلمات مقرر ہیں اس میں کمی بیشی کرنا یا ان کے آگے پیچھے درود شریف یا قرآن کریم کی آیات بلا فصل ملانا بدعت اور عبادت الٰہی میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے، اذان کے ساتھ اول درود شریف کو

لازم قرار دینا اہل سنت کا شعار بنانا بھی بدعت اور عبادت معہودہ میں تحریف کرنے کی کوشش ہے، بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کی سعادت اگر حاصل کرنی ہے تو اذان سے علیحدہ پڑھی جائے، کم از کم پانچ منٹ پہلے پڑھ لیا جائے، درمیان میں وقفہ دے کر اذان کہیں، اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ اذان کے بعد دعا پڑھ کر درود شریف پڑھیں، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں یا کسی کام میں مشغول ہوں، نماز باجماعت سے پہلے قرآن کریم، یا درود شریف یا کوئی وظیفہ یا صوفیائے کرام کا کلام بلند آواز سے پڑھنا سنت کے خلاف اور اہل اسلام کو پریشان کرنے، ان کو بلاوجہ تنگ کرنے کے گناہ کا ارتکاب ہے، بالخصوص فجر سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر صوفیائے کرام کا کلام پڑھنا غیر مستحسن اور دوسروں کو تکالیف دینے کے مترادف ہے، فجر کے وقت سوائے دو سنت کے نوافل پڑھنے کا بھی حکم نہیں ہے، حضور ﷺ نمازیوں کی دشواری کے پیش نظر بعض اوقات نماز اور قرأت میں تخفیف کر دیا کرتے تھے، امام و خطیب کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے، جس سے اہل محلہ تنگ نہ ہوں، جب کہ اس کا عمل سنت بھی نہ ہو۔ مستحب بھی نہ ہو (واللہ اعلم بالصواب)

(مفتی محمد حسین نعیمی)

از دار العلوم حزب الاحناف

فجر ہونے سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں کیوں کہ کاروباری آدمی سوئے ہوتے ہیں، ان کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے، در مختار میں ہے "فی حاشیۃ الحموی عن الامام، شعرانی الخ حموی میں ہے امام شعرانی نے فرمایا ہے کہ :-

''مسجدوں میں یا مسجدوں کے علاوہ جماعت کا ذکر کرنا مستحب ہے اس میں سلف وخلف کا اجماع ہے، اگر ان کا ذکر جہر سونے والے پر اور نماز پڑھنے یا قرآن پڑھنے والے پر مشوش ہو تو جائز نہیں۔

اور اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں بھی قریب قریب ایسا ہی فرمایا ہے لیکن انھوں نے مریض کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنے میں اگر مریض کے آرام میں خلل آتا ہے تو ذکر جہر ممنوع ہے، لہذا جب فجر طلوع ہو جائے تب لاؤڈ سپیکر پر درود شریف بلند آواز سے پڑھ سکتے ہیں لیکن فجر سے پہلے نہ پڑھیں۔

(مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء)

ہم اہل سنت والجماعت کو نئی بات رائج کرنا اس لئے بھی زیب نہیں دیتا کہ ہم امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، فقہ حنفی میں اذان سے قبل صلوٰۃ وغیرہ ثابت نہیں ہے تو اب یہ غیر مقلدانہ عمل کرنا دراصل ثابت کرنا ہے کہ امام اعظم اور صحابہ کرام عشق کی اس منزل سے آشنا نہ تھے، (نعوذ باللہ) جس سے آج کا جاہل عاشق سرشار ہے۔

(منقول وماخوذ)

(شائع کردہ، مرکز سواد اعظم اہل سنت والجماعت آستانہ عالیہ چشتیہ، صابریہ دارالحق :۔ ٹاؤن شپ اسکیم لاہور)

مولانا احمد رضا نے فرمایا! درود دعا ہے۔

بے شک درود سرور عالم ﷺ کے حق میں دعا ہے۔

۲۔ درود بھی دعا ہے ،(واحسن الوعافی آداب الدعا از مولانا احمد رضا) دعا آہستہ کی جائے۔

ادوعوا ربکم تضرعا و خفیه انه لا یحب المعتدین۔

(پارہ ۸ رکوع ۱۴)

ترجمہ :۔ اپنے رب سے دعا کر آہستہ اور گڑ گڑاتے ہوئے بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں ہیں۔

آج کل فرض نماز کے بعد زور زور سے بآواز بلند دعا کرنے کا اہتمام بڑھتا جارہا ہے ،اور اسکو مسلک اہل سنت کے مطابق سمجھا جاتا ہے ،اس میں نہ مسبوقین کا لحاظ کیا جاتا ہے، اور نہ ذکر و تسبیحات میں مشغول حاضرین کی، حالانکہ ایسا کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے فرمایا۔

حد سے بڑھنے والے کون ہیں یہ بات بھی مولانا احمد رضا کے قرآن مجید پر جو حاشیہ ہے ان کے جانشین اور ثانی نے لکھا ہے ،وہ فرماتے ہیں حد سے بڑھنا کئی طرح سے ہوتا ہے، ایک یہ کہ بلند آواز سے (دعا کرتے وقت) چیخنے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مولانا نعیم الدین بر ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا) مولانا عبداللہ صاحب قصوری نے فرمایا۔

اقامت کے وقت قیام کا مسئلہ

شریعت نے بعض چیزوں کو مستحب اور بہتر قرار دیا ہے کہ ان پر عمل کرنا اچھا اور پسندیدہ ہے اور نہ کرنا بھی جائز اور درست ہے، اور نہ کرنے والوں پر نکیر، سخت ناپسندیدہ اور ناروا ہے، ایسی چیزوں کو اپنی شناخت اور پہچان بنالینا، اس کی وجہ سے انتشار کی فضا بنانا، لڑائی اور جھگڑے کا بازار گرم کرنا غلط اور ناجائز ہے، چنانچہ روح شریعت اور اس کے مقصد پر نگاہ رکھنے والے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"من أصر على مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصابه منه الشيطان من الإضلال"

جو شخص مستحب معاملہ پر اصرار کرے اور اسے کرنا ضروری قرار دے، رخصت پر عمل نہ کرے تو وہ شیطان کے بہکاوے میں آگیا۔

اور شریعت کے مزاج و مذاق سے گہری واقفیت رکھنے والے فقہائے کرام کا خیال ہے کہ لها آداب تركه لايوجب إساءة ولا عقاباً كترك سنة الزوائد لكن فعله أفضل" نماز کے کچھ آداب ہیں جنہیں چھوڑ دینے میں کوئی خرابی نہیں اور عقاب نہیں ہے، جیسے کہ سنت زوائد کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان آداب کو بجالانا افضل ہے۔

ایسے ہی مسائل میں سے اقامت کے وقت قیام کا مسئلہ بھی ہے، جس کو شدت کی وجہ سے کفر وایمان کا مسئلہ بنادیا جاتا ہے، حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تو حضرت بلالؓ فوراً اقامت شروع فرمادیتے اور صفیں لگ جاتی تھیں، ایک مرتبہ آہٹ ایسی محسوس ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ حضور ﷺ باہر تشریف لارہے ہیں، اقامت شروع فرمادی اور سارے لوگ نماز کے لئے صف لگا کر کھڑے ہوگئے، حضور اکرم ﷺ کو آنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہوئی، تو حضور اکرم ﷺ جب باہر تشریف لائے اور صفوں میں لوگوں کو دیر سے کھڑا دیکھا تو فرمایا "لاتقوموا حتی ترونی خرجت" مجھے باہر آتا ہوا دیکھو تو کھڑا ہوا کرو، (ترمذی شریف)

اس حدیث میں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ رسول مقبول ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے قیام سے ممانعت کو اقامت کے کسی لفظ کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، یعنی یہ نہیں کہا گیا ہے، کہ موذن جب "حی علی الفلاح" پر پہنچے تب قیام کرو، اس سے پہلے کھڑے مت ہو، بلکہ ممانعت کی وجہ امام کا مسجد میں نہ ہونا ہے، جیسا کہ علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں "أنه نهى عن القيام قبل خروجه وتسويغ له عن رويته وهومطلق غيرمقيدبشئى من الفاظ الاقامة" آنحضرت ﷺ نے گھر سے باہر آنے سے پہلے قیام کو ممنوع قرار دیا ہے، اور نکلتا ہوا دیکھنے کے بعد کھڑے ہونے کی اجازت دی ہے، یہ بالکل عام ہے اور اقامت کے کسی لفظ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اس ممانعت کے بعد جب تک کہ اللہ کے رسول ﷺ گھر سے مسجد کی طرف تشریف لاتے دکھائی نہ دیتے اقامت نہیں کہی جاتی تھی جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے۔

"کان بلال یؤذن اذادحضت الشمس فلایقیم حتی یخرج النبی ﷺ فإذاخرج اقام الصلاۃ حین یراہ" حضرت بلال زوال آفتاب کے بعد ظہر کی اذان دیا کرتے تھے اور آنحضور ﷺ کے باہر نکلنے سے پہلے اقامت نہ کہتے بس جب آپ ﷺ باہر آجاتے تو نماز کھڑی ہو جاتی۔

اس روایت کی تخریج امام ابوداؤد نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے، "کان بلال یؤذن ثم یمھل فإذارأی رسول اللہ ﷺ قدخرج اقام الصلوۃ" حضرت بلال اذان دینے کے بعدر کے رہتے اور جب رسول اللہ ﷺ باہر آجاتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

قاضی عیاض وغیرہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت بلالؓ کی عادت تھی کہ وہ حجرہ شریفہ کی طرف دیکھتے رہتے اور جونہی آنحضور ﷺ پر نگاہ پڑتی اقامت شروع کر دیتے، اور تمام لوگ کھڑے ہو جاتے اور صفیں درست کر لیتے خود بعض حدیثوں میں اس کی صراحت ہے، چنانچہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "إن الصلوۃ کانت تقام لرسول اللہ ﷺ فیاخذالناس مصافھم قبل أن یقوم النبی ﷺ مقامه" نماز اللہ کے رسول ﷺ کے باہر نکلنے کے بعد کھڑی ہوتی اور تمام لوگ نبی ﷺ کے جائے نماز پر آنے سے پہلے ہی

صفوں میں اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے۔

بعض روایتوں میں مزید وضاحت ہے کہ مؤذن کے اللہ اکبر کہتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو جاتے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری تک صفیں درست ہو چکی ہوتیں، چنانچہ مشہور محدث امام زہری کا بیان ہے، "ان الناس کانوا ساعۃ یقول المؤذن اللہ اکبر یقومون الی الصلوۃ فلا یاتی النبی ﷺ حتی تعتدل الصفوف" جس وقت موذن اللہ اکبر کہتا صحابہ کرام نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور نبی ﷺ کے آنے تک صفیں درست ہو جاتیں۔

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤذن اقامت کے لئے آنحضرت ﷺ کی آمد کا انتظار کرتا اور گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ کر اقامت شروع کر دیتا اور تمام لوگ کھڑے ہو جاتے، اور کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ "حی علی الصلوۃ" کے وقت جائے نماز پر تشریف لاتے اور نہ ہی صحابہ کرام بیٹھے بیٹھے "حی علی الصلوۃ" کہنے کا انتظار کرتے، اس کے بجائے روایتوں میں صراحت ہے کہ اقامت کی ابتدا آپ ﷺ کو آتا ہوا دیکھنے کے بعد ہوتی اور صحابہ کرام شروع اقامت ہی میں کھڑے ہو جاتے لہذا امام کو آتا ہوا دیکھنے سے پہلے اقامت اور کھڑا ہونا مکروہ ہوگا اور اس کے بعد کھڑا ہونا ثابت ہے، اور قیام کے لئے اقامت کے کسی مخصوص لفظ کا انتظار نہ کرنا چاہئے، چنانچہ ان احادیث کی روشنی میں تمام فقہاء اسی کے قائل ہیں کہ امام مسجد میں نہ ہو تو اقامت اسی وقت کہی جائے گی جب امام آتا ہوا دکھائی دے، نیز تمام لوگ اسے دیکھ کر ہی کھڑے ہوں، لیکن امام پہلے سے مسجد میں موجود ہو تو کس

وقت قیام کیا جائے گا، اس سلسلے میں احادیث میں کوئی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے فقہائے عظام کے درمیان قدرے اختلاف ہے، جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ اور خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ کے نزدیک ابتدا تکبیر ہی میں قیام محض مستحب ہے، واجب اور ضروری نہیں ہے، چنانچہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ''نماز کی اقامت کے وقت لوگوں کے لئے کھڑا رہنا واجب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کے قیام کے متعلق کوئی متعین حد میں نے نہیں سنی ہے، لیکن میرا اپنا خیال ہے کہ یہ لوگوں کی طاقت کے مطابق ہونا چاہئے، کیوں کہ بعض لوگ بھاری بدن والے ہوتے ہیں اور بعض ہلکے پھلکے، سب ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ امام مسجد میں موجود ہو تو مقتدی اور امام دونوں ''حی علی الفلاح" کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور اگر مسجد میں نہ ہو اور صف کے پچھلے حصہ کی طرف سے مسجد میں داخل ہو تو جس صف سے آگے بڑھے اس صحف کے لوگ کھڑے ہو جائیں اور اگر مقتدیوں کے آگے سے مسجد میں داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی بیک وقت تمام مقتدی کھڑے ہو جائیں، اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ " حی علی الفلاح " پر کھڑا ہونا نہ واجب ہے اور نہ ہی سنت بلکہ فقہاء نے زیادہ سے زیادہ مستحب کیا ہے، سنت یہی ہے کہ نماز میں صفیں درست ہوں، لیکن افسوس کہ آج کل اس غیر اہم مسئلہ کو اتنا اہم بنا دیا گیا ہے کہ '' حی علی الفلاح " پر جو نہ کھڑا ہو بلکہ شروع ہی سے کھڑا ہو وہ بے دین قرار دیا جاتا ہے، یہ کتنی ناانصافی ہے، اللہ تعالی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ تمت بالخیر